

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 27 دسمبر 2018ء بروز جمعرات بہ طبق 19 ربیع الاول 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	وقفہ سوالات۔	2
20	تعجب دلاؤ نوں۔	3
26	رخصت کی درخواستیں۔	4
28	تحریک اتو انگریز 6 می جانب ملک نصیر احمد شاہوی، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	5
28	قرارداد نمبر 9 می جانب ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ، قائد حزب اختلاف۔	6
40	قرارداد نمبر 18 می جانب حاجی محمد نواز کا کڑ، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	7
46	قرارداد نمبر 21 می جانب ملک نصیر احمد شاہوی، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	8
51	مشترکہ قرارداد نمبر 22 می جانب نصر اللہ خان زیریے، جناب شام علی اور محترمہ شاہینہ بی بی، ارکین اسمبلی۔	9

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اپسیکر ----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- شمس الدین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون) ----- عبد الرحمن
 چیف رپورٹر ----- مقبول احمد شاہواني
 ریسرچ افسر ----- میر بازخان کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 27 دسمبر 2018ء بروز جمعرات بھطابن 19 ریچ الاؤل 1440 ہجری، بوقت شام 00:40 بجے پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قادرہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَّهُ وَسِحْرُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي
 يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلْمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ
 رَحِيمًا هُوَ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ط وَأَعْدَلَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا هُوَ

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورہ الاحزاب آیات نمبر ۱۳ تا ۲۴﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو اس کی صحیح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اسکے فرشتے تاکہ نکالیں تم کو ان دھیروں سے اجائے میں۔ اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے اُنکے واسطے ثواب عزت کا۔ - وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا إِلَّا لَاغٍ -

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ سُمِّ اللہِ اَرْحَمْنِ الرَّحِيمْ۔ وفقہ سوالات۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 13 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 13۔

13☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی جانب سے سال 2013ء تا 2018ء کے دوران کل کس قدر میگا پرو چیکلش شروع کئے گئے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی زیرے صاحب!

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! میرا سوال کیا ہے ذرا توجہ فرمائیں۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے، محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی جانب سے 2013ء تا 2018ء کے دوران کل کس قدر میگا پرو چیکلش شروع کئے گئے؟ ضلع وار تفصیل دی جائے۔ اور جو انہوں نے ہمیں تفصیل دی ہے انہوں نے کہا کہ اس دوران 2 ارب یا اس سے زیادہ۔ اب اس سے زیادہ ڈھائی ارب روپے ہوتے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنا بڑا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہے اور ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ ان پانچ سالوں میں کتنے ارب روپے کے پرو چیکلش ہیں۔ یہ جواب بالکل غلط ہے۔ میرے پاس تفصیل ہے کہ کتنے کام ہوئے۔ اب یہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھوٹنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ ان پانچ سالوں میں وہ کئی ارب روپے کی ڈولپمنٹ کا کام اب صوبے میں جاری ہے۔ کچھ complete ہوئے ہیں۔ تو یہ ڈیپارٹمنٹ نے غلط جواب دیا ہے اس کی سرزنش ہونی چاہئے۔ میں request کروں گا جناب اسپیکر! آپ سے کہ اس سوال کے جواب کا جو غلط جواب آیا ہے اس کیلئے کمیٹی بنائیں اس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ بالکل یہ ایسا ہے جیسا مبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کم از کم میرا استحقاق اس جواب سے مجروح ہوا ہے اس کیلئے آپ کمیٹی بنائیں تاکہ پوری تفصیل ہمارے عوام کے سامنے آجائے کہ ان پانچ سالوں میں کل کتنے پرو چیکلش شروع ہوئے ہیں یا کامل ہوئے اور اس کی رقم کتنی ہے؟

وزیر محکمہ ہائوی تعلیم: یہ جواب ٹھیک ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں یہ بالکل غلط ہے آپ کمیٹی بنائیں میں آپ سے request کروں گا کہ

آپ کمیٹی بنائیں جناب اسپیکر صاحب! کہ اس دوران کل کتنے پروجیکٹس تھے؟ ان کی تفصیل ہمارے عوام کے سامنے آجائے۔ میں اس پر resist لئے کر رہا ہوں کہ میرے پاس۔ لیکن ڈیپارٹمنٹ میٹنگ کرے اور کم از کم اس فلور کو تفصیلات دی جائیں۔ دیکھیں! جناب اسپیکر! As a Member میں نے ایک سوال کیا ہے اور آج وہ جو غلط جواب دے رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اس کیلئے آپ کمیٹی بنائیں۔ تاکہ پوری تفصیل اگلے اجلاس تک آجائے۔

وزیر یحکمہ ٹانوی تعلیم: آپ اگر دوبارہ سوال کریں گے تو ہم اس کا جواب آپ کو اگلے سیشن میں دے دیں گے۔
جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں دوبارہ نہیں کریں گے۔ جناب اسپیکر! میں نے سوال کیا ہے، جواب اس کا آیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ تو آپ اس کیلئے کمیٹی بنائیں بھلے اس میں آپ نشر صاحب کو ڈال دیں۔ اپوزیشن کے دوستوں کو آپ ڈال دیں اور ڈیپارٹمنٹ ہو گا۔ اور ہم جا کر کے بتائیں گے کہ ان پانچ سالوں میں کل کتنے پروجیکٹس تھے اور جواب کیا آیا ہے۔

وزیر یحکمہ ٹانوی تعلیم: دیکھیں! اس کی ٹولٹ تفصیل تو دی گئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: بالکل غلط ہے میں آپ کو ثابت کروں گا کہ یہ غلط ہے۔

وزیر یحکمہ ٹانوی تعلیم: میں اس بارے میں آپ سے بیٹھ کے، جو آپ نے غلط کہا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: دیکھیں! آپ ممبر ہیں ہم تمام ممبرز ہیں اس ہاؤس کی ایک عزت اور وقار ہے۔ یہ ہاؤس تمام صوبے کا سب سے اعلیٰ اور مقدس ایوان ہے۔ جب اس کو غلط جواب دیا جاتا ہے تو باقی لوگ پھر کیا کریں گے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم رسائی حاصل کریں گے، میدیا کے ذریعے۔ پتہ نہیں ہم نے قوانین پاس کئے ہیں ہر چیز تک عوام کی رسائی ہونی چاہیے۔ آج ممبران کو انہیں میں رکھا جا رہا ہے۔ میں request کروں گا کہ آپ کمیٹی بنائیں کہ کیوں غلط جوابات آتے ہیں؟

وزیر یحکمہ ٹانوی تعلیم: زیرے صاحب! اس میں سب کچھ شامل ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں ہے لا لا۔ آپ جناب نشر صاحب! آپ کمیٹی بنائیں نا۔

وزیر یحکمہ ٹانوی تعلیم: وہ سارے اس میں شامل ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں ہے۔ یہ صرف آپ نے 2018ء کے دیئے ہیں۔ 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018ء ان پانچ سالوں کی اسکیمات میں نے مانگی ہیں۔ ان پانچ سالوں کی اسکیمات میں۔ آپ جواب دیکھیں، صرف انہوں نے PSDP کا ذکر کیا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی منستر صاحب۔

وزیر حکومتی تعلیم: جناب اسپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی جی۔

جناب ظہور احمد بلیدی (وزیر حکومتی تعلیم و اطلاعات): اگر آپ کی اجازت ہو۔ جو سوال پی اینڈ ڈی کو موصول ہوا ہے کہ پہلے 2013ء سے 2018ء کے جودو ران جو پروجیکٹ منظور ہوئے ہیں۔ ایک تو میں معزز ممبر صاحب کی اطلاع کیلئے عرض کروں کہ اس وقت پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ اُنکے اپنے ہی پارٹی کے پاس تھا۔ اپنا ہی منستر تھا، ان کو پہلے یہ پتہ ہونا چاہیے۔ دوسرا جواب موصول ہوا ہے وہ پی ایس ڈی پی کے abstract ہے۔ اور منستر صاحب اُس سے کہہ رہے ہیں کہ غلط ہے۔ اگر غلط ہے معزز ممبر صاحب صحیح دکھادیں ہمیں؟ ہماری نظر میں یہی جواب ہے۔ اور پی ایس ڈی پی کے abstract ہم نے ان کو دیتے ہیں۔ یہ بالکل جواب صحیح ہے اور منستر صاحب کو اگر کوئی ابہام ہے تو وہ چیمبر میں ہم سے ملیں، ہم اُس کو detail میں سمجھادیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: چیمبر میں کیوں ملیں یہ ہاؤس کا کام ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: یہ پورائیشن انہی تماشوں میں گزر گیا اب انہوں نے جواب دیا ہے۔ لیکن وہ ہماری ٹیبل پر نہیں ہے۔ کیونکہ questions جب بھی آتے ہیں وہ property of the House بن جاتے ہیں۔ اور سب ممبران کا حق ہے کہ اس پرسوال کر سکیں اس پر بات کر سکیں۔ یہ House کی property ہے۔ ہماری table پر اب بھی اس سوال کا جواب موجود نہیں ہے۔ آپ گزارش سنیں۔ یہ question This is called the golden hour of the session ہے۔ اس hour میں پوری accountability ہوتی ہے departments کی اور اگر جواب اس طرح آتے ہیں کہ کسی وقت رکھ لیتے ہیں۔ وہ بھی ان کو جنہوں نے سوال کیا ہے۔ تو ہم بھی ممبران اس میں کیا بات کر سکتے ہیں آپ مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آغا جان! متعلقہ ممبر اس پر بات کر سکتا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: آپ کے پاس جواب دو تین دن پہلے آنا چاہیے اُسکی ہمیں کاپی ملنی چاہیے۔ اگر late آتے ہیں تو پھر آپ اس کو delay کرایا کریں۔ ادھر انہوں نے لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ question paper میں تو یہی لکھا ہے کہ جواب وصول نہیں ہوا ہے۔ 11th hour میں آپ کو انہوں نے

جواب دیا۔ اور آپ نے زیرے صاحب کی table پر رکھ دیا۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ تو اس کو delay کیا کریں اور next سیشن میں لایا کریں۔ اس طرح یہ House بے معنی ہو جاتا ہے، شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس سوال کا جواب 31 دسمبر 2018ء کے اجلاس میں اس کا آپ لوگ صحیح جواب تیار کر کے detail میں پھر پیش کریں۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 25 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 25۔

وزیر مکملہ ثانوی تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

25☆ جناب نصراللہ خان زیرے۔

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے مختلف اضلاع میں ڈیموں کی تعیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مالی سال 19-2018ء کے پی ایس ڈی پی میں ڈیموں کی تعیر کیلئے کل سقدر رقم مختص کی گئی ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات: (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ کے مختلف اضلاع میں ڈیموں کی تعیر کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) مالی سال 19-2018ء کے صوبائی بجٹ میں ڈیموں کیلئے مختص کردہ رقم مبلغ نوسا کا نوے اشاریہ تین سو چھپن (991.356) ملین ہے۔ کی ضلع وار تفصیل خنیم ہے لہذا اسمبلی لا سبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہاں جناب اسپیکر صاحب! میں نے پوچھا ہے کہ 19-2018ء میں ڈیموں کی تعیر کیلئے کل سقدر رقم مختص کی گئی ہے، ضلع وار تفصیل دی جائے؟ اس کا جواب انہوں نے پھر جا کر کے PSDP کے جو abstracts ہیں، اُس کو لگایا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے ہمیں پوری تفصیل دی جائے کہ اس دوران کس کے ضلع میں کون کون نے ڈیم ہیں۔ اُن کے لیے کتنی رقم انہوں نے پھر جا کر کے PSDP کا وہ ورق میرے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ تو اس کا سوال بھی اگلی اجلاس کے لیے تیاری کر کے یہ لوگ آئیں۔

وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! جو ہمارے زیرے صاحب نے سوال کیا ہے ڈیموں کے حوالے سے، وہ اس طرح ہے کہ اُن کو ایک جواب توہم نے دے دیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ہماری PSDP وہ ابھی process review کے میں ہے اور ہماری حکومت کی priority ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ڈیم بنائے۔

ہم نے آتے ہی دوسری کینٹ میٹنگ میں water emergency declared کی ہے۔ ایک دو بھی irrigation projects کے حوالے سے ہم نے انٹریشنل ڈوزر کے ساتھ بات چیت میں اور social economic cabinet کے ساتھ Chinese cabinet نے منظوری دی ہے۔ اس کے علاوہ ہم through development package کی ہے ہم نے یہ demand کی ہے کہ dams propose کیے ہیں۔ تو زیرے صاحب کی تسلی کے لیے اگر ان کو مزید تفصیلات چاہئیں تو وہ میرے ساتھ پیش جائیں میں ان کو مزید تفصیلات دے دوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں کہ انہوں نے جو تفصیل دی ہے کہ یہ unapproved scheme ہے آج دسمبر کی 27 تاریخ ہے، کب اس پر میٹنگ ہو گی؟ CDWP کی میٹنگ نہیں ہوئی ہے۔ جب آج تک اس کی نہیں ہوئی ہے تو آنے والے، ابھی slack season ہے پھر یہ ڈیم کہاں مکمل ہو گا؟ مطلب یہ حکومت کی سنجیدگی ہے کہ آج دسمبر کی 27 تاریخ ہے، نہ کوئی CDWP کی میٹنگ ہوئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے ”کہ ہمارا ارادہ ہے“۔ اب جب ارادہ ہے یہ construction of Rakodic، delay action dam، district Noshki unapproved engineering design and tender documents PC-1 Badinzai dam detail یہ

unapproved project، District Zhob ہے تو کب یہ کریں گے؟

وزیرِ حکومہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب! میں نے آپ سے کہا کہ پہلے چونکہ عدالت نے ایک روونگ دی ہے PSDP کو دوبارہ review کریں، اب یہ process کے review میں ہے۔ جیسے ہی PWD ہو گی پھر وہ cabinet منظور کر کے اسمبلی پیش گی، پھر جا کے یہ باقی جو PSDP کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ آپ تسلی رکھیں irrigation and meetings priority water ہماری ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک major chunk اس میں ڈال دینگے۔

اجیت سید محمد فضل آغا: منظر صاحب ہی تسلی کرائیں کہ ان کے جو ساری formalities پوری ہوں تو کیا یہ ڈیم بنیں گے یا ارادہ رکھنے کا، تو مشکوک یہ بات ہے۔ ارادہ رکھتی ہے وہ بنائیں یا نہ بنائیں۔ مہربانی۔

وزیرِ حکومہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: معزز رکن، میں نے پہلے بھی آپ سے یہ کہا جناب اسپیکر! کہ PSDP کے review process میں ہے۔ اسکیمات compiled نہیں ہوئی ہیں۔ جب تک اسکیمات cabinet کے follow through process کو اس کے cabinet سے لے کر پھر compiled ہوں گی۔ ہم

اسمبلی میں لے آئیں گے۔ اور پھر آپ، ابھی فی الحال توارادہ ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آپ کو پتہ ہے عدالت نے اس پر ایک روٹنگ دی ہوئی ہے کہ PSDP کی جو پرانی اسکیمات تھیں، وہ انفرادی طور کی تھیں۔ انہوں نے ہمیں strictly departmental through expunge کی اسکیموں کو omit کر دیں اُن سے نکال دیں اُن کو omit کر دیں۔ تو ہم نے اُن کو omit کر دیے ہیں۔ تو cabinet in-principle decision لے لیا ہے۔ اور انشاء اللہ approval کر دیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ بلیدی صاحب! کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 26 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوال نمبر 26۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر حکومتہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جواب پڑھا ہوا التصور کیا جائے۔

26☆ جناب نصر اللہ خان زیرے:

کیا وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں نئے بڑے ڈیموں کی تغیر کے سلسلے میں ایک نیا جامع پلان / منصوبہ تیار کیا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کن کن اصلاح میں کن کن مقامات پر ڈیموں کی تغیر کی جائیگی تفصیل دی جائے۔ نیز وفاقی پی ایس ڈی پی سال 2018-19 میں شامل کیے جانے والے ڈیموں کی ضلع، علاقہ و تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں ڈیموں کی تغیر کے سلسلے میں ایک جامع پلان / منصوبہ تیار کیا ہے۔

(ب) مالی سال 2018-19 کے وفاقی بجٹ میں ڈیموں کیلئے مختص کردہ رقم مبلغ چھ سو آنٹیس اشاریہ ایک سو اٹھائیس (631.128) ملین ہے، کی ضلع و تفصیل ضخیم ہے اسے لایہ بری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ پھر ڈیموں سے متعلق ہے۔ یقیناً جس طرح کہ کیا صورتحال ہے

کہ پانی کا جو مسئلہ ہے اور اسی لیے ہم نے اس پر زور دیا ہے کہ حکومت، انکا ارادہ ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں ابھی تک کوئی ایکیم approved نہیں ہوئی ہے۔ اس سوال کا جواب بھی اُس سے متعلق ہے۔ تو اس حوالے سے حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر یحکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! یہ تیسری بار میں یہی repeat کر رہا ہوں کہ جب تک نئی PSDP کو اسمبلی approved نہیں کرے گی اُس وقت تک قانونی قدغن یہ ہے کہ PSDP میثمنگ نہیں ہو سکتی۔ تو بار بار یہی سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ ابھی ہماری review ہو رہی ہے، جب review ہو گی تو کینٹ کے through اسے یہی آئینگی پھر بیٹھ کے اسمبلی اُسکی approval دے گی۔ یہ قانونی معاملہ ہے اس میں اگر آپ اور بھی مزید سوال پوچھیں گے جواب اُسکا یہی ہو گا۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں، ابھی آپ کب لائیں گے، ابھی سال اختتام کو پہنچ رہا ہے، جنوری ابھی شروع ہو رہا ہے یہ کب لائیں گے؟ اب تو چچ ماگزرنے ہیں۔ مئی میں آپ کا بجٹ پاس ہوا ہے آج دسمبر ہے کتنے ماہ ہو گئے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر میرے خیال سے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے PSDP کا جو کام ہے وہ complete ہو جائیگا تو سب کو آگاہ کر دیا جائے۔ جی! جناب اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 33 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: سوال نمبر 33۔

میر محمد خان لہڑی (وزیر یحکمہ ثانوی تعلیم): جواب کو پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

33☆ میر اختر حسین لانگو 5 نومبر 2018ء کو مذکور شد

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال 2013ء تا 2018ء کے دوران میں منصوبہ بندی و ترقیات میں تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید اور لوکل روڈو میسائل کی تفصیل دی جائے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں سال 2013ء تا 2018ء تک ملازمین کو مختلف پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ہے ان کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید، لوکل اور روڈو میسائل کی تفصیل ضمیم ہے لہذا اسمبلی لانگری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس پر کوئی ضمنی ہے؟

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ اس سوال کے جواب میں محکمے کی طرف سے جو تمیں جواب آیا ہے اُس میں ایک list استھدی گئی ہے ملازمین کی۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن ملازمین کی بھرتیاں ہوئی ہیں یہ district کوٹھ کے حساب سے ہوئی ہیں، یہ pick and choose کے حساب سے ہوئی ہیں؟ کیونکہ یہاں کچھ districts کے زیادہ لوگ لگے ہیں اور کچھ کے ایک یا دو لگے ہیں؟

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! یہ بڑا ہم سوال ہے۔ اس پر ہماری cabinet meeting ہوئی ہے اُنہوں نے ایک committee بنائی تھی، کمیٹی نے سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب کی سربراہی میں اُنہوں نے کام کیا تھا۔ اور اُس پر ہم ایک principle decision پر آگئے ہیں کہ جوئی بھرتیاں بلوچستان میں ہوں گی، وہ جلد از جلد کرائیں گے۔ اور جو بھرتیاں جو ہیں۔۔۔۔۔ (مدخلت)

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن تیکنالوژی اور پاپلیشن ولیفیر): جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ اس چیز کو ہماری موجودہ حکومت نے serious یا ہے۔ جو بھرتیاں ہوئی تھیں caretaker حکومت میں اور اُس سے پچھلے جو پانچ، چھ ماہ کی گورنمنٹ تھی تو اس میں تین categories میں ہم گئے تھے۔ ایک وہ جو بھرتی ہو پکے ہیں ایک وہ جو لاکن میں تھے اور ایک وہ جو advertise نہیں ہوئے تھے۔ تو میری سربراہی میں Cabinet sub-committee کی بنی تھی۔ اور اُس میں ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک تو ہم نے decentralized کر دیا ہے۔ جس ضلع کی ہیں، وہ ضلعوں میں۔ ابھی اگلے چند دنوں میں کمیٹیاں تشکیل پارہی ہیں، ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں، ہر ایک اپنے ضلع میں، جو بھی ضلعی سیٹیں ہیں وہ پُر کریں گے۔ concerned provincial level division اور جو جاں پر ہوں گی۔ وہ secretary approval process ہے۔ تو یہ جو سوال ہے محکم کا کہ یور و کریں کو جب موقع ملا اُنہوں نے جو کرنا تھا وہ کیا۔ اب اسکے لیے، ہمارے CM صاحب کے حکم کے مطابق ہم نے انکوائری کمیٹیاں بنادی ہیں۔ اور میں اپنے ایوان کو بھی اعتماد میں لیتے ہوئے کہ جس کے پاس جائز proof ہے، وہ اُسی department کے سکریٹری کے پاس اپنی شکایت درج کرائیں کہ کہاں کہاں rules کو یا اقرباء پروری کی گئی ہے یا میرٹ کی دھیاں اُڑائی گئی ہیں، وہ دیں۔ وہ کمیٹی ہمیں بھیجے گی، Cabinet کو اور اُس پر ہم action میں گے جہاں جہاں وہ، بہت ساری جگہیں ہیں میں نام نہیں لینا چاہتا، بے انتہاء اقرباء پروری ہوئی ہے۔ ایک جگہ پر 54 تقریباً class four کے بندے لگائے گئے ہیں اور وہ کسی کو بھی پتہ نہیں تھا۔ تو اُس میں

ہماری انکوارری کمیٹی ہے۔ اور ہم اس میں انکوارری کریں گے۔ باقی جو دو categories تھیں، اُنکے انشاء اللہ، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ماضی قریب میں ہم، اخباروں میں آپ دیکھیں گے کہ advertise آجائیں گی۔ جو پہلک سروں کمیشن کی ہیں، وہ ہم نے حکم دے دیا ہے تمام departments کو کہ وہ اپنی 16 اور 16 concerned Minister کے ذریعے وہ پہلک سروں سے above immediately اپنے ہیں، جو ہاں سے advertise ہوں۔ 1 سے 15 تک جو آپ کی ضلعی کمیٹیاں ہوں گی، اُس کے کمیشن کو چھجیں تاکہ وہاں through ہر تیاں ہوں گی، انشاء اللہ۔ اور میراث پر ہوں گی انشاء اللہ آپ دیکھیں گے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب! ایسا بہت ہوا ہے کہ خصوصاً گورنمنٹ کے جو rules ہیں اور ہائی کورٹ کی جو رونگٹے ہے اُس میں یہ ہے کہ کسی بھی district میں کلاس فور کے جو لوگ لگتے ہیں، وہ اُس یونین سے ہوں، اگر یونین سے نہیں ہیں تو اُس تحصیل سے ہوں۔ اگر اُس تحصیل سے نہیں ہیں تو اُس district سے ہوں۔ لیکن ہمارے ہارے government district میں interim class four کے دوران بہت سارے ایسے لگائے گئے ہیں جو باہر کے اضلاع سے ہیں۔ نہ وہ ڈیوٹی پر آتے ہیں اور نہ انہوں نے وہاں report کی ہے اور وہاں کے لوگ اپنے غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ تو کھیت ان صاحب نے جو تسلی کرائی ہے تو مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہو گا وہ جو کلاس فور باہر کے اضلاع سے لگے ہوئے ہیں وہ واپس ہوں گے اور وہاں کے لوگ وہاں لگیں گے یعنی متعلقہ ضلع کے لوگ۔

وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور پاپولیشن و لیفیر: جناب اسپیکر صاحب! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، میں آغا صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ میراث پر جائے گی۔ اور یہ ان کے district کا مسئلہ نہیں ہے، through out بلوچستان میں یہ چیز کی گئی ہے۔ خاص کر کلاس فور کے اور اس پر ہمارے honorable High Court نے بھی نوٹس لیا تھا۔ ان کا بھی حکم ہے کہ جس distict کے کلاس فور کے ہیں، اُسی district کا بندہ ہو گا۔ بلکہ ہماری حکومت نے، ہمارے قائد نے clear cut کہا ہے کہ جو یونین کو نسل کی ہو گی، ہماری پہلی کوشش ہو گی کہ اُس یونین کو نسل سے۔ اگر وہ یونین کو نسل میں وہ fulfill نہیں کرتا ہے میراث کو، تو اُسکی جو ہمسایہ یونین کو نسل ہے اُس میں خاص کر ایجوکیشن اور ہیاتھ میں۔ اور اُسکے بعد وہاں بھی available نہیں ہیں، تو اُسکی سب تحصیل میں نہیں تو تحصیل میں، تحصیل میں نہیں ہیں تو پھر اُس district میں۔ یہ انشاء اللہ ہم اس honorable House کے سامنے ہم انشاء اللہ یقین دلاتے ہیں کہ اللہ نے چاہا تو آپ کی مرضی کے مطابق جیسے آپ فرمائے ہیں، ایسے ہو گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ کھیران صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صدیقی صاحب! اس میں صرف سوال کے محکم ہی بات کر سکتے ہیں۔

میرا خڑحیں لانگو: باقی بھی کر سکتے ہیں، ابھی یہ property House کی بن گئی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

جناب عبدالواحد صدیقی: بات یہ ہے کہ گزشتہ تقریباً نگران حکومت میں یاؤں سے پہلے کی جو حکومت تھی جو appointments ان لوگوں نے کی ہیں۔ کوئی کے باہر ایکیش ڈیپارٹمنٹ میں پلس ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں زین خریدنے پر پابندی ہے۔ تو لوگ زمین ہمیں donate کرتے ہیں اُنکے حوالے سے پھر کلاس فورکی posts ہم اُن کو دے دیتے ہیں۔ اسی طرح جیسے آغا صاحب نے فرمایا کہ ضلع پشین کے اکثر RHC's میں اس وقت جو appointments ہوئی ہیں وہ باہر اضلاع کے ہیں ہمارے وہ تمام ادارے بند ہیں۔ اور ساتھ ساتھ آپ کے توسط سے میں عبدالرحمٰن کھیران صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نگران حکومت میں جو appointments ہو گئے تھے پھر اُس کو banned کیا گیا تھا کہ جب تک اس کی صحیح تحقیق نہ ہوتی تک کے لیے ان کو appointment orders ہمیں نہیں دینے گے۔ لیکن اُس کمیٹی کا کیا بنا؟ آج تک پتہ نہیں چلا ہے۔ لوگ ڈھڑا ڈھڑ جا کے appoint ہو رہے ہیں لیکن اُس کمیٹی نے کیا کوئی تحقیق کی ہے کہ کون صحیح لگا ہے کون غلط لگا ہے؟

وزیری محکمہ سائنس و انفارمیشن میکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیسر: گزارش یہ ہے کہ اسی میں، میں نے عرض کیا کہ ہم نے openly آپ لوگوں کو میں دعوت دیتا ہوں، خاص طور پر جو منتخب ہے ہیں آپ لوگوں کو جو منتخب ہو کے آئے ہیں، میں دعوت دیتا ہوں کہ کسی کے پاس اگر کوئی بھی proof ہے جو بھرتی ہو چکے ہیں، جنہوں نے جا کے حاضری روپوٹ کی ہوئی ہے اُس کا لائیں۔ تو بہت زیادہ غلط ہوئے ہیں۔ اب اگر ہمارے پاس شکایات نہیں آئیں گی، ہمیں معلوم نہیں ہو گا۔ تو مجھے کیا پتہ ہے پشین میں کیا ہوا ہے کاریزات میں کیا ہوا ہے۔ تو مہربانی کر کے آپ لوگ عوام کے منتخب نمائندے ہیں میں سب دوستوں کو اپنے تمام ایوان سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے پاس لے آئیں وہ شکایاتیں جو بھرتی ہو چکے ہیں۔ ہم اُن کو cancel کر دیں گے۔ proof کے ساتھ، ایسے نہیں کہ ابھی ہم نے open کیا ہے کہ جی خوش آمدید کہیں گے۔ یہ انکوائری کمیٹی ہے جو بھی اپنی شکایت وہ تو ہر ایک آدمی درخواست دے گا۔ جس کے پاس مکمل ثبوت ہو وہ آئیں ہم اُس کو

welcome کہیں گے اور تم اُس پر action لیں گے تاکہ کل کوٹ بھی ہمیں یہ کہے کہ جی آپ نے یہ زیادتی کی ہے۔ دوسری category کا، وہ بھی اسی چیز کی نظر ہو گئے تھے، اسی لیے اُس میں ہم نے clear cut کہا کہ باقی سب میں ہم دوبارہ district concern advertise cut کرنے آئندہ چند دنوں میں۔ اُن کے ذریعے بھرتی ہو گی وہاں۔ اچھا! اُس میں ایک problem آ رہا تھا کہ کچھ over age factor ہو جائیں گے اگر ابھی وہ دوبارہ applying کرتے ہیں تو اُن کے لیے بھی ہم نے relax کیا ہے کہ جو پرانی application ہیں، چاہے صوبے میں پڑی ہیں سیکریٹری صاحبان کے پاس یا divisional level پر پڑی ہیں وہ اُسی کمیٹی کے پاس چلی جائیں گی وہ کمیٹی اُس کا جائزہ لے لے گی۔ اُن کو پھر نئی درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہے ہم اُسی کو entertain کریں گے۔ اگر اُس میں مہینہ دو مہینے چار مہینے over age کا مسئلہ تھا وہ بھی انشاء اللہ ہمارے Leader of the House ہمارے قائد نے کہا ہے کہ اُس کو ہم relax کریں گے۔ تو اُس کا جائزہ لے کر ابھی، میرے خیال میں سندھ میں 43 یا 45 تک age relax کیا ہے انہوں نے۔ تو یہ جو ready ہیں۔ اگر کوئی over age relaxation کا process کر رہا ہے کہ اس کو شامل کریں گے۔ تو جو test, interviews ہوئے ہیں ہم نے روک دیے ہیں اور کسی کے پاس کوئی ثبوت آتا ہے کہ ایک بھرتی بھی کسی سیکریٹری نے کی ہے، یا ڈی جی نے کی ہے، وہ ہمارے پاس لے آئے، وہ بھگتے گا، سیکریٹری بھی بھگتے گا، ڈی جی بھی بھگتے گا۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر! میرے حلقے میں جو LHVs بھرتی کئے گئے ہیں، ان گورنمنٹ کے دور میں، اُن میں میری یونین کنسل کا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور حال ہی میں ایک چوکیدار ہمارے حلقے میں بھرتی کیا گیا ہے یا کسی دوسرے حلقے سے ٹرانسفر کیا گیا ہے۔ وہاں جو BHU ہے، جس کیلئے زمین جن لوگوں نے دی ہے۔ اور (PPI) People's Primary Health Care initiative already کے ایک فرد کو بھیت چوکیدار بھرتی کیا، جو کام کر رہا تھا۔ اُس کو میرے خیال میں نکال کر اُس کی جگہ کسی اور فرد کو بھیت چوکیدار لا یا گیا۔ تو میں ثبوت سردار کھیت ان صاحب کو دینے کے لئے تیار ہوں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیسر: جناب اسپیکر! میں خوش آمدید کہوں گا اپنے دوست کو کہ اگر یہ زیادتی ہوئی ہے۔ کیونکہ بلوچستان میں جیسا کہ آغا صاحب نے فرمایا۔ مثلاً میری زمین ہے میں donate کرتا ہوں۔ تو یہ ہونا چاہئے کہ acquire کر کے اُسکا روپنوریکارڈ کے

مطابق اُس کی قیمت تین سالوں کی comparism بنا کے پھر اُس کی قیمت ادا کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا غریب صوبہ ہے۔ اور لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے ضلع ہمارے حلقے ترقی کریں، ہمیتھے کے حوالے سے ایجوکیشن کے حوالے سے تو ہم اُس agreement میں جاتے ہیں کہ جس کی زمین ہے کلاس فور کی پوشیں اُسکو ہم دیتے ہیں۔ تو اگر میرے فاضل دوست کے پاس ثبوت ہے تو میں یقین دلاتا ہوں ہاؤس کے سامنے کہ proof لا کیں، ہم immediately process کریں گے اور جو struck-out اُس کو

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔ ثناء بلوچ صاحب آج نہیں آئے ہیں ان کا سوال نمبر 61 ڈیفر کیا جاتا ہے۔ میر یوسف عزیز زہری صاحب بھی نہیں آئے ہیں ان کا سوال نمبر 88 بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ لہذا ثناء بلوچ صاحب کے سوالات نمبر 50, 71, 72, 73 کو بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ جی اختر حسین لاگو صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 83 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لاگو: سوال نمبر 83۔

وزیر یحکمہ تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 83 میر اختر حسین لاگو:

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس اساتذہ کو پچاس فیصد کوٹھ نہ ملنے اور ترقی کیلئے عائد سینڈ ڈویژن کی شرط ختم کروانے کے سلسلے میں سراپا احتجاج ہیں جس کی وجہ سے طلباء کی تعلیمی سرگرمیاں رُوی طرح متاثر ہو رہی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس اساتذہ کیلئے پچاس فیصد کوٹھ مختص نہ کرنے اور ترقی کیلئے عائد سینڈ ڈویژن کی شرط ختم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز اس اساتذہ کے احتجاج کو ختم کرانے کیلئے کیے جانے والے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر یحکمہ تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ اس اساتذہ کرام 50% پر موشن کوٹھ کے تحت ترقی کے لئے سینڈ ڈویژن کی شرط ختم کرانے کے لئے سراپا احتجاج تھے لیکن اس نوعیت کا نہیں تھا کہ طلباء کی تعلیمی سرگرمیاں متاثر ہوں۔

(ب) چونکہ موجودہ روز میں SSTs کے لئے سینڈ ڈویژن کی شرط لاگو ہے۔ اور اس شرط کو معزز عدالت عالیہ (بلوچستان ہائی کورٹ) نے بھی اپنے فیصلہ میں لازمی قرار دیا ہے لہذا اس کی مطابق 50% پر موشن کوٹھ پر ترقی

کے لئے کارروائی کی جاری ہے اور اس پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ نیز مکمل تعلیم سینڈرری انجوکیشن ڈیپارٹمنٹ متعلقہ روز میں عدالت عالیہ کے احکامات / فیصلے کو مد نظر رکھتے ہوئے رُدوبدل کریگا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جاتا ہے۔ جی کوئی خصوصی ہے؟

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میراختر سوال یہ ہے کہ 50% پر موشن کے کوٹے کے حوالے سے میں نے سوال پوچھا تھا جس میں سینڈر ڈویژن کو لازمی قرار دیا اس کو قانون بنایا ہے اس کو لاگو کیا ہے۔ جناب والا! یہاں وہ اساتذہ اُس وقت مکمل نے بھرتی کئے ہیں جو سینڈر ڈویژن نہیں تھرڈ ڈویژن ہیں۔ مکمل نے تھرڈ ڈویژن والوں کو لیا ہے۔ یہ مکمل کی اپنی غلطی تھی کہ اُس وقت انہوں نے لے لیئے ہیں۔ اب وہ اساتذہ جن کا ٹھنگ کا تجربہ ہے کسی کا دس سال کا ہے کسی کا پندرہ سال کا ہے کسی کا میں سال کا ہے۔ اب سینڈر ڈویژن کو اس استحقاق پر لاگو کر کے اُن کی ترقی کی راہ میں روکاٹ اور اُن کے اُس تجربے سے انکار میرے خیال میں یہ اُن اساتذہ کے ساتھ زیادتی ہے۔ میرا منشہ صاحب سے یہ سوال ہے۔ کہ آیا ان کے مستقبل کے بارے میں انہوں نے کوئی پالیسی بنائی ہے یا ان کے ساتھ اسی طرح زیادتی ہوتی رہے گی؟

وزیر مکملہ ٹانوی تعلیم: شکریہ۔ کیونکہ یہ اساتذہ پہلے عدالت میں کیس کر چکے تھے۔ عدالت نے فیصلہ دے دیا ہے۔ ابھی ڈیپارٹمنٹ اس میں رُدوبدل کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ان کا مسئلہ حل کریں گے۔

جناب عبدالواحد صدیقی: اگرچہ اس میں کوٹ ملوث ہے۔ تھرڈ ڈویژن کو allow نہیں ہے لیکن کم از کم اتنا Relaxation اُن کو دے دیں جس نے Extra qualification کی ہے۔ یعنی B.Ed کیا ہے یا M.Ed کیا ہے۔ اس کو مد نظر رکھ کر اُن کو ترقی دی جائے۔ اگر کسی سے میٹرک اور امنشہ تھرڈ ڈویژن میں کی ہے جبکہ بی اے رائیم اے / بی۔ ایڈ اور ایم ایڈ سینڈر ڈویژن میں ہیں اس بنیاد پر ان کو Relaxation دی جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جناب نور محمد صاحب! آپ سیٹ نمبر 47 جو کہ ملک نیم بازی کے ساتھ ہے آپ وہاں تشریف رکھیں جہاں آپ تشریف فرمائیں یہ اپوزیشن پیپرز کی سیٹ ہے۔ حاجی محمد نواز خان! آپ اپنا سوال نمبر 96 دریافت فرمائیں۔

حاجی محمد نواز خان: سوال نمبر 96۔

وزیر مکملہ تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جاتا ہے۔

96☆ حاجی محمد نواز خان: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ تعلیم میں سال 2014ء تا ستمبر 2018ء کے دوران تعینات کردہ اساتذہ، جو نیئر کلرکس اور درجہ چہارم کے ملازمین کے نام مع ولدیت، جائے سکونت اور جائے تعیناتی کی اسکول و ارتفاقیل دی جائے نیز ضلع قلعہ عبداللہ میں تعینات کردہ اساتذہ، جو نیئر کلرکس اور درجہ چہارم کے ملازمین کے نام مع ولدیت، جائے سکونت اور جائے تعیناتی کی اسکول و ارتفاقیل بھی دی جائے۔

وزیرِ محکمہ تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم میں 2014ء تا ستمبر 2018ء تک ہونے والی تعیناتیوں کی ضلع وار اسکول و اریزاسی طرح ضلع قلعہ عبداللہ میں تعینات کردہ اساتذہ، جو نیئر کلرکس اور درجہ چہارم کے ملازمین کے نام مع ولدیت، جائے سکونت اور جائے تعیناتی کی اسکول و ارتفاقیل خیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

حاجی محمد نواز خان: جناب اسپیکر! میرے سوال کا جو جواب دیا گیا ہے کہ خیم ہے لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔ لہذا جو ہمیں جواب دیا گیا ہے، اس ضمن میں ایک اور بھی تھا کہ قلعہ عبداللہ کے حوالے سے بھی ہمیں تفصیل دی جائے۔ کتنی تعیناتیاں ہوئی ہیں اور کیسے ہوئی ہیں؟ تو قلعہ عبداللہ میں مثال کے طور پر پڑھم نے لیا ہے۔ بلکہ میر اسوال تو پورے بلوچستان کے حوالے سے تھا۔ وہ جواب ہمیں اسمبلی نے تحریری طور پر ارسال کیا گیا ہے۔ اُس میں اعداد و شمار ہمیں صرف 33 بتایا گیا ہے۔ حالانکہ ہمارے پاس لسٹ موجود ہے کہ جتنے بھی بندے لگے ہیں وہ ہیں تقریباً 98۔ اور اسمبلی کو اس طرح سوالات کے جواب میں باقی پاس کرنا میرے خیال میں اچھی بات نہیں ہوگی۔ ازراہ کرم منسٹر ایجوکیشن ہمیں یہ confirm کر کے بتائیں کہ یہ 98 تعیناتیاں تو ہو چکی ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے 33۔ اور یہاں دکھائے گئے ہیں یہاں تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ 33 ہیں۔ لیکن انہی 33 میں میرٹ کی دھیاں اڑائی گئی ہیں۔ میرٹ لسٹ بھی میرے ساتھ موجود ہے۔ میرٹ پر آیا ہوا نمبر ایک کو چھوڑ کر نمبر دو تین اور پانچ کو لگایا گیا ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ جس کا نام میرٹ لسٹ میں ہے نہیں، وہ اسی لسٹ میرے پاس آچکی ہے وہ نمبر آٹھ پر ہے اُس کا نام میرٹ لسٹ میں ہے نہیں وہ کیسے تعینات ہوا؟ اسی طرح پورے بلوچستان میں جو تعیناتیاں ہوئی ہیں وہ میرٹ کی دھیاں اڑا کے کی گئی ہیں۔ اور کلاس فور کے ملازمین کا جو ابھی سردار صاحب نے کہا کہ ہم proof مانگتے ہیں۔ اور اسی طرح ہمیں یونین کوسل وائز پروفیل جائے۔ تو ہم اس پر دوبارہ غور کریں گے۔ اور ان کو اسکا حق دینے گے۔ لہذا میرے پاس یہ سارے ریکارڈ موجود ہے۔ میں پروف کے ساتھ یہاں موجود ہوں وہ ہمیں فی الفور جواب دیں کہ کیا اس طرح جو تعیناتیاں ہوئی ہیں یہ میرٹ لسٹ سے ہٹ کر ہوئی ہیں۔ اور میرٹ لسٹ کے اندر رہتے ہوئے میرٹ کو نظر انداز کر کے من پسند لوگوں کو تعینات کیا

گیا ہے۔ لہذا اس کے بارے میں آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں اور کیا کرنا چاہرہ ہے ہیں؟

وزیر یحکمہ تعلیم: میرا محترم دوست سے سوال ہے کیا یہ ٹیچنگ کی ہیں یا ان ٹیچنگ کی ہیں کہ میرٹ کی وجہیاں اُڑائی گئی ہیں۔

حاجی محمد نواز خان: جناب اسپیکر! یہ ٹیچنگ سے متعلق ہیں۔

وزیر یحکمہ ہانوی تعلیم: ٹیچنگ کیلئے 2015ء میں NTS کے ذریعے یہ پوسٹیں پُر ہوئی تھیں۔ اگر اس میں کسی بیشی ہے۔ اعداد و شمار کا اسکا data میں آپ کو دوں گا۔ اور اس کے علاوہ آپ نے کہا کہ کلاس فور کے اب تک 1300 کے قریب ہیں جو نیزر کلرک کی اون کی عدالت میں پیشی چل رہی ہے۔ جیسے ہی وہاں سے فیصلہ آئے گا ہم دوبارہ انشاء اللہ اس کا اشتہار دے دینے گے۔ فی الحال بھی کلاس فور کی اور جو نیزر کلرک کی کوئی appointment نہیں کی ہے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیر: جناب اسپیکر! میں پالیسی بیان دینا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ one day سے اسپیکر صاحب! ہم نے کہا تھا کہ انشاء اللہ۔ ہم سے پہلے قوم پرستوں کی حکومت تھی، محسوس نہ کریں اون کا ایک دانہ موجود ہے اس ایوان میں۔۔۔ (داخلت) قوم پرستوں کی حکومت تھی۔۔۔ (داخلت) نہیں میں قوم پرست نہیں ہوں میں پاکستان پرست ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) پاکستان میری جان ہے میرا ایمان ہے، پاکستان کیلئے میری جان بھی قربان ہے۔ میری پہچان ہے میرا ملک ہے۔ جناب اسپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا وہ بارہ گزارش کروں گا یہ کوئی بچوں والی بات ہم نہیں کر رہے ہیں کہ ہم فٹ پاتھ پر بیٹھ کر بات کر رہے اس معزز ایوان کے سامنے میں نے گزارش کی اور پالیسی بیان کی اب دوبارہ دینے لگا ہوں۔ کہ جس کو بھی شکایت ہے یہ چیز ہمارے حلقة کے ساتھ بھی ہوئی ہے۔ ہر ضلع اور ہر حلقة میں ہوئی ہے۔ ہم خوش آمدید کہیں گے ہمارے ایجکیشن منسٹر خوش آمدید کہے گا کہ میں ثبوت کے آئے وہ نہیں رہے گے اپنی سرو نہ پر انشاء اللہ۔ اب دیکھئے ہم عملی ثبوت دے رہے ہیں۔ میرے قائد نے کہ one day سے کوئی محسوس نہ کرے۔ انہوں نے کہا کہ قوم پرستوں کی حکومت ہے۔ پہلے دن ڈاکٹر مالک نے کہا کہ ہم ایجکیشن اور ہیلتھ وہ آج آپ بھی دیکھ رہے ہیں۔ ہم کل ادھر تھے ہم نے بھی دیکھا۔ آج میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دینا چاہا ہوں کہ ہم کر رہے ہیں۔ اب میرے فاضل منسٹر ہیلتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ 487 ڈاکٹر زہم نے پر لیے ہیں۔ اور اگر آپ کہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ ڈاکٹر زہم اور نہ سر میں کون سا ضلع ہم نے محروم کیا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے جو ہیلتھ ہے اس میں ہم چلے گئے 487 ڈاکٹر زہم اور نہ سر ہم نے بھرتی کر لیے

ہیں ہر ضلع میں اور ہم نے کوٹش کی کہ اُس ضلع کے لیڈی ڈاکٹر ہوں اور میل ڈاکٹر ہوں، اگر کسی ضلع میں دستیاب نہیں ہوا تو ہم نے اس کے متصل ضلع سے بھرتیاں کیں اسی طریقے سے نرسز تاکہ ہم عملی ثبوت دیں۔ کل وہ بات تھی مرکز سے صوبے تک آج ہم عملی طور پر مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ میرے پاس لست ہے اگر مالکنا چاہئے تو میں اس ایوان کو provide کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سردار صاحب! اس پر بات ہو گئی۔ آپ نے بتا دیا کہ اس پر ہم لوگوں نے کمیٹی بھی بٹھائی ہوئی ہے۔

وزیر یونیورسٹیں و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیر: جناب اسپیکر! میں اپنی گورنمنٹ کا بتارہا ہوں کہ ہم عمل کر رہے ہیں۔ ابھی تک ہمیں تین ماہ نہیں ہوئے ہیں۔ بجائے پہلک سروس کمیشن جب تک وہ process کریگا ہم نے contract base پر 487 ڈاکٹر زبردستی کیئے ہیں۔ آپ کسی ضلع کا پوچھنا چاہیں، تو ہمارے امعزز منستر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے اس کے سیکرٹری نے اور ہمارے CM صاحب نے اس چیز کو serious ہوا ہے کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن میں ہم نے جانا ہے۔ تو اس پر 487 ڈاکٹر ہم نے contract base پر لیے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ کے پاس کوئی ڈاکٹر ہے وہ آپ کے ضلع میں خدمات دینا چاہتے ہیں لیڈی ہے یا میل ہے، ہم خوش آمدید کہیں گے کہ وہ آئے آپ کو ہیلتھ میں ہم جتنا آگے لے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایجوکیشن پر کام کر رہے ہیں ہمارے فاضل دوست دن رات لگا ہوا۔ ہم انشاء اللہ ایجوکیشن کا رزلٹ بھی آپ کو دینے گے۔ باقی کسی کو کوئی شکایت ہے تو باسم اللہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر صاحب! ٹریئزری پینچر کو بلوچستان کی پریشانیوں اور مجبوریوں کا بجا طور پر احساس ہے۔ جس طرح انہوں نے خود فرمایا ہے، یہ جو موجودہ بھرتیاں انہوں نے ڈاکٹرز اور نرنسنگ کی کی ہیں اگر یہ ہم سے بھی یہ ساری معلومات شیئر کریں تو ہمیں بجا طور پر صحیح علم ہو گا اور ہمیں اپنے ڈسٹرکٹس میں ہمیں معلوم ہو گا کہ کون کون تعینات ہوئے ہیں وہ ڈیوٹیوں پر آتے ہیں یا نہیں۔ آج تک تو ہمارے جتنے بھی s'HRC خالی پڑے ہوئے ہیں اور بی ایچ یو ز خالی پڑے ہوئے ہیں ڈاکٹر ز تخلوہ لے رہے ہیں اور پھر بھی ڈیوٹی نہیں کر رہے ہیں تو میری گزارش یہی ہے کہ جس طرح انہوں نے خود فرمایا کہ اس ہاؤس کیسا تھا اگر اپنی یہ معلومات شیئر کریں تو بڑی مہربانی ہو گی، شکر یہ۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب! میرا سوال کچھ اور تھا۔ جو ایجوکیشن میں اساتذہ جو اس وقت سینئر ڈویژن کو کواليفیائی نہیں کر رہے ہیں لیکن ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان کو رکھا ہوا ہے اس ظالم اپائیٹ کر دیا ان

کے مستقبل کے حوالے سے تھا۔ اس میں منشہ صاحب ہمیں یہ بتادیں کہ اس میں وہ duration وہ کیا لے رہے ہیں اس میں کب تک ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائیگا تاکہ ان کی بے چینی ختم ہو۔

جناب محمد خان لہڑی (وزیر ملکہ ٹانوی تعلیم): جناب! معزز عدالت میں پہلے یہ کیس چل رہا تھا بھی وہی سے فیصلہ ہو گیا تو ہم اس پر کام کر رہے ہیں اس پر اگر کوئی ردوبل کرنا ہو تو انشاء اللہ ہم کریں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ اگر ڈاکٹر زار نرسز بھرتی کریں گے کیا وہ ہمیں ensure کریں گے کہ اس حوالے سے تمام ممبران کو اعتماد میں لیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی منشہ ہیاتھ۔

جناب نصیب اللہ مری (وزیر ملکہ محنت): جناب اسپیکر! جیسے معزز ممبر نے کہا ہم نے اس میں contract basis پر سارے انترو یو ہو گئے اور تیار بھی ہو گیا ہے سارے آرڈر ز بھی ہونے والے ہیں، جس ڈسٹرکٹ سے جتنے بھی ڈاکٹر ز آئے ہیں نہ ہم انہیں اسی ڈسٹرکٹ میں بھیج رہے ہیں سوائے دو districts واٹک اور آواران وغیرہ سے بہت کم ایک ایک بندہ آیا ہے۔ باقی جتنے ڈسٹرکٹس ہیں جتنے بھی آئے ہیں کو الیغا یہ ڈاکٹر ہوں نہ ہوں، ہم انکو ادھری بھیج رہے ہیں اور لست آپ کو مہیا کریں گے آپ سوال لے آئیں۔

تجہذل و لاؤنچ

جناب قائم مقام اسپیکر: جی۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا توجہ دلاوونوں پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: (الف) کیا یہ درست ہے کہ لیسکو کی جانب سے کوئی شہر میں بی۔ واسا کی واٹر سپلائی اسکیمات کی بجائی منقطع یا کاٹ دی گئی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان واٹر سپلائی اسکیمات کی بجائی کب تک بحال کی جائیگی، تفصیل دی جائے؟

جناب نور محمد دہڑ (وزیر ملکہ پی ایچ ای اور بی۔ واسا): جناب اسپیکر! کچھ دن پہلے کچھ ٹیوب ویز کی بجائی واپڈا نے disconnect کی تھی تو ہماری payment کی ڈیمانڈ فناں کے پاس پڑی تھی۔ تو فناں نے ہمیں payment کر دی ہم نے واپڈا کو take-over کر دی اور ہمارے disconnected کلکشنز تھے وہ دوبارہ بحال ہو گئے۔ ابھی کوئی ایسا ٹیوب ویل نہیں جس کی بجائی کٹی ہوئی ہے سب بحال ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ہمیں منشہ صاحب کا شکر یہ ادا کروں گا۔ ایک دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی کوئی ڈیڑھ سو، اس سے زائد ٹیوب واسانے لگائے لیکن ابھی تک واسانے take-over نہیں کیا

ہے۔ اس کی بھی بہت ساری جو اسکیمیات ہیں واٹر سپلائی کی، وہ بھی بند پڑی ہیں۔ یہ فائل شاید ابھی سی ایم کی ٹیبل پر ہے یا فناں ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔ کب تک یہ جو باقی ٹیوب ویل ہیں ڈیپارٹمنٹ take-over کرے گا؟ میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صاحب امیں تھوڑا سا اضافہ کروں اکھٹے دونوں کا جواب دے دیں۔ جناب اسپیکر! میں تھوڑا سا اس کو واضح کر دوں۔ یہ ٹیوب ویل جن کا نصراللہ زیرے صاحب نے ذکر کیا یہ ڈیٹھ سو نہیں میرے خیال سے کوئی دوسو سے زیادہ ہیں ان کی ڈرلگ پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ نے کی تھی پہلے 2008ء سے 2018ء تک۔ واسانے کم کئے ہیں اس میں تقریباً سارے پی ایچ ای کے ہیں میرے پاس انکی انفارمیشن ہے، ان میں سے اکثر ٹیوب ویلوں کی پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ نے ڈرلینگ اور کینگ ڈالے تھے اور وہ واسا بھی تک take-over نہیں کر رہی ہے 2008ء سے یہ جھگڑا چل رہا ہے میری آپ کے توسط سے منظر صاحب سے بھی یہ ریکوویٹ ہے کہ اس مسئلے کافی الفور کوئی حل نکالا جائے اور کوئی شہر میں جو پانی کا crisis چل رہا ہے اس کو ہم کسی طریقے سے sort-out کر سکیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: یہ یقیناً ایک اہم مسئلہ ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! چونکہ ہمارے منظر صاحب بڑی تدبی سے کام کر رہے ہیں اور امید ہے کہ اسی طرح ان کے ساتھ cooperation رہے گی۔ میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ گیلانی روڈ پر خصوصاً میرے گھر پر بیس سال سے واسا کا پانی نہیں آ رہا ہے تو کیا آپ اس میں بھی کچھ ہماری مدفرمائیں گے جو گیلانی روڈ کے رہنے والوں کو اور ہمارے گھر کو شکریہ۔

وزیر یحکمہ پی ایچ ای اور بی۔ واسا: سب سے پہلے تو یہ ہے کہ ہماری تو تین ماہ کی کارکردگی ہے آغا صاحب نے بیس سال کی ہماری حکومتوں کی کمزوری کی نشاندہی کر دی۔ تو بیس سالوں سے آغا صاحب کو پانی نہیں مل رہا ہے، یہ سارا ہاؤس گواہ ہے، انشاء اللہ کچھ ہی دونوں میں آغا صاحب کو ہم پانی دے دیں گے۔ اور دوسری بات نصراللہ زیرے صاحب نے سوال کیا۔ یہ جو دو سو ٹیوب ویلوں کا تعلق ہے اس میں کچھ واسا کے ہیں اور کچھ پی ایچ ای کے ہیں۔ یہ صرف کوئی میں نہیں ہیں۔ یہ تقریباً تمام بلوچستان میں کوئی دوہزار کے قریب کمیونٹی ٹیوب ویلز ہیں ان میں کچھ ابھی تک incomplete ہیں اور اکثر complete ہیں۔ یہ بند پڑے ہیں اور ان کو ہم اس لئے take-over نہیں کر سکتے کہ واپڈا کے تقریباً کوئی چار ارب روپے کی liabilities ہیں یہ ہم ادا کر کے پھر کیسکو ہماری بھلی بھال کر گی اکثر کی بھلی disconnect ہے۔ تو ہم نے اسکی سمری سی ایم صاحب کو تھیجی ہوئی ہے۔ تو وہ جب کیبنٹ میں لا کیں گے تو کیبنٹ ہمیں approval دیں گے۔ تو ہم یہ سارے بلوچستان

کے کمیونٹی کے ٹیوب ویل ہیں، وہ ہم take-over کر دیں گے۔ اور اس پر تب ہم تعیناتی بھی کر سکتے ہیں۔ اور اس کا SNE میں ہم وہ پوستیں بھی create کر سکتے ہیں۔ ابھی تو ہم نے post create کر سکتے ہیں نہ اس کا take-over کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ دمڑ صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جو میں بات کر رہا ہوں وہ کوئی کے ٹیوب ویلوں سے متعلق ہیں۔ جس کی سمری شاید اب وزیر اعلیٰ ہاؤس تک پہنچ گئی ہے۔ منظر صاحب نے تمام province کی بات کی ہے۔ نہیں، وہ تو ایک الگ موضوع ہے۔ اس کی سمری بنی ہے۔ لیکن جواہی آپ کی ٹیبل پر ہے جو کوئی کی صورتحال ہے kindly وہ ٹیوب ویل آپ take-over کر لیں۔ جس کی میں بات کر رہا ہوں میں نے آپ سے پہلے بھی میں ذکر کیا ہے۔ آپ سے یہ ریکویٹ ہے کہ جو فائل ہے، میں نے فائن سیکرٹری سے بھی، ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب سے دونوں سے میں نے ریکویٹ کی تھی کہ سی ایم صاحب سے کہ اس فائل کو آپ لوگ approve کر دیں تاکہ یہ دوسو کے قریب جو ٹیوب ویلز ہیں ان کا کوئی حل آپ لوگ نہ کالیں۔

وزیر محکمہ پی انجی اور بی۔ واسا: بالکل جناب اسپیکر صاحب! نصراللہ زیرے کی جہاں تک بات ہے کوئی کی ایک الگ سمری جو تقریباً ڈیڑھ سو ٹیوب ویلوں کی ہے، ہم نے بھیجی ہوئی ہے سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ تو سی ایم صاحب سے کافی بار ذکر ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ سارے بلوچستان کی ایک جگہ ہم discuss کریں گے۔ کیونکہ دو ہزار کے قریب ٹیوب ویلز ہیں ہر جگہ یہی مسئلہ ہے ہمارے جتنے بھی ایم پی اے صاحبان ہیں، ٹیوب ویل لگا کے پھرایسے ہی چھوڑ دیئے کمیونٹی کے اوپر، وہ سارے واپڈا کے charges کی وجہ سے disconnect ہو گئے ہیں۔ ویسے overall یہ بلوچستان کی بات ہے لیکن کوئی حد تک ایک الگ سمری ہے وہ انشاء اللہ ہم initiate کریں گے اور آگے لے جائیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنی توجہ دلا و نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: (الف) کیا یہ درست ہے کہ کلی شیخ حسینی، ہدہ، شہباز ناؤن، خوشحال ٹیوب ویل میں محکمہ واسا کی جانب سے نہ صرف قائم کردہ ٹیوب ویلز جنہیں ایک عرصہ گزر چکا ہے، تا حال محکمہ ہذا کی جانب سے اشارہ، والوین اور پوکیدار کی اسامیوں پر تعیناتیاں عمل میں نہیں لائی گئی ہیں۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہات کیا ہے تفصیل دی جائے؟

وزیر یونگہ پی ایچ ای اور بی۔ واسا: جناب اسپیکر! کلی شیخ حسینی، ہدہ اور شہباز ناؤں کی جو ٹیوب ویل ہیں۔ یہ 2015ء میں ایم پی اے صاحب کے فنڈ سے لگایا تھا یہ اتنا ہی فنڈ انہوں نے ریلیز کیا، فنڈ کے مطابق اسٹیمٹ کے مطابق اُس پر کام ہو چکا ہے اور ابھی تک وہ incomplete ہیں۔ اس کے بعد پھر فنڈ جاری نہیں ہوا ہے تو فنڈ کی کمی کی وجہ سے وہ کمپلیٹ نہیں ہو سکے، ظاہر بات ہے جو incomplete ٹیوب ویل ہیں ان پر نہ تعیناتی ہو سکتی ہے اور نہ ان کو اسٹارٹ کر سکتے ہیں۔ تو یہ 2015ء میں رضاء بڑج صاحب کے فنڈ سے انہوں نے لگایا تھا اور پھر آزاد ہے فنڈ زدی یہ تھا اس کے بعد پھر فنڈ ریلیز نہیں ہوا ہے ٹکیدار آدھا کام چھوڑ کے چلے گئے۔

میرا خڑح سین لانگو: جناب اسپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے، پونکہ وہ نئے آئے ہیں ابھی تک شاید ڈیپارٹمنٹ کا یہ قصور ہے کہ انکو misbrief کیا گیا ہے۔ میں تھوڑی سی ان کی انفارمیشن کیلئے ان سے گزارش کروں گا کہ یہ ٹیوب ویلز جو 2015ء میں نہیں یہ جو شہباز ناؤں والا کلی شیخ حسینی والا ٹیوب ویل ہے یہ 6-2005ء میں لگے ہیں اور اس وقت یہ اسٹارٹ بھی ہو گئے تھے ان ٹیوب ویلوں کی status یہ ہے کہ اس وقت واسا میں جیسے صدقی صاحب نے بھی کہا کہ لینڈا یکوزیشن پر پابندی پورے صوبے میں لگی ہوئی تھی۔ جس کیلئے گورنمنٹ زمین نہیں خرید سکتی تھی۔ کوئی شہر کے حوالے سے مسئلہ یہ تھا کہ یہاں ایک تو زمین available نہیں ہے کسی کے پاس۔ اگر تھوڑی بہت زمین یا کسی دکان یا چھوٹے سے پلاٹ کی گنجائش کسی کے پاس نکل بھی آتی ہے تو زمین کی قیمت اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ وہ free میں کوئی زمین دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا تھا، تو اس میں ایک بڑی کاراسٹہ نکالا گیا تھا اس وقت کہ جو شخص ٹیوب ویل کیلئے ہمیں کوئی دو تین سوفٹ زمین چاہیے ہوتی تھی اس میں اس کا کمرہ بننا تھا۔ اس وقت یہ ایک فارمولہ بنایا گیا پونکہ یہاں زمین ایک تو available نہیں ہے پھر مہنگی زمین ہے پھر لینڈا یکوزیشن پر پابندی ہے۔ اس وقت یہ لوگوں کی ساتھ اگر یمنٹ کیا گیا ”کہ آپ ہمیں ٹیوب ویل لگانے کیلئے ایک چھوٹی سی زمین دیدیں جو تین سو یا چار سوفٹ اس کا رقمہ بتتا ہے۔ اس کے عوض میں ہم ایک اسٹارٹ اور چوکیدار یعنی دو اسامیاں جو ہر نئے ٹیوب ویل کیلئے یہ دونوں اسامیاں ضروری ہوتی ہیں وہ بھرتی کرتے ہیں، وہ ہم آپ کے لوگ رکھیں گے“۔ اس میں بہت ساری جگہوں پر implement ہو گیا لوگ لگ بھی گئے لیکن یہ کچھ ٹیوب ویل ہمارے رہ گئے تھے جو شہباز ناؤں میں جو خوشحال ٹیوب ویل کے نام سے جانا جاتا ہے جو ایوب اسٹیڈیم سب ڈویژن کا ٹیوب ویل ہے۔ اور وہ 7-2006ء سے وہ ٹیوب ویل operational ہے دمڑ صاحب! وہ چل رہا ہے اس ٹیوب ویل سے کلی کمیر اور ہمارا پنسل گلی جو جمل روڈ پر ہے۔ اور صدر تھانے کی جو کالوں ہے اور آپ کا جو شاہین بلگوز ہے، شہباز ناؤں میں ان کو بھی پانی اس وقت

سپالائی ہو رہا ہے اور اس وقت سے 7-2006ء سے وہاں سے پانی سپالائی ہو رہا ہے۔ جبکہ شیخ حسینی والا جو ہمارا ٹیوب ویل ہے اُس کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ وہاں مالک سے ٹیوب ویل کیلئے زمین ہم نے لی تھی۔ اور اُس ٹیوب ویل کیساتھ ہم نے ایک فلٹر یشن پلانٹ لگایا تھا اس پلانٹ کیلئے بھی مالک نے زمین دی تھی جو کمیونٹی کیلئے ایک ایک فلٹر پلانٹ جو آئے تھے مختلف جگہوں پر کوئٹہ شہر میں انشاٹ ہیں۔ اور ان کے بھی ٹیوب ویل 7-2006ء سے operational start ہے چل رہے ہیں جس سے کلی شیخ حسینی، کلی اربابان، بقاء اسٹریٹ منوجان روڈ اور کلی سالانی اسٹریٹ جو ہے ان کو وہ ٹیوب ویل پانی سپالائی ابھی بھی کر رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے ان ٹیوب ویلوں کیساتھ کہ انکے جو ملازمین تھے جو ان کا وعدہ ہے جن کا ایگریمنٹ اسٹامپ پیپر کے اوپر واسا کیسا تھا ایم ڈی واسا کے دستخط ہیں اس پر جو ایگریمنٹ ہوا تھا اس وقت انہوں نے daily wages basis پر عارضی ان کے ملازمین رکھے کہ جب پکی پوشیں آئیں گی تو ہم آپ کے لوگوں کو مستقل کر دیں گے۔ لیکن نتیجے میں وہ جو daily wages پر عارضی انکے لوگوں کو ملازمین رکھے ہوئے تھے ان کو بھی نکال دیا گیا اور شنبید میں یہ آیا ہے کہ گزشتہ حکومت نے اپنے لوگ ان پر بھرتی کیے ان کے ساتھ اسٹامپ پیپر پر ایگریمنٹ ان کے ساتھ کیا گیا تھا جس پر ایم ڈی واسا کے دستخط ہیں۔ انہوں نے اُس ایگریمنٹ کی violation کی اور ان پوسٹوں پر اپنے لوگوں کو بھرتی کی اور ان daily wages کی تنخواہیں بھی بند کر دی گئیں۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اینڈ واسا: جناب اسپیکر! اختر حسین صاحب نے کہا کہ یہاں کافی اس طرح ٹیوب ویل ہیں کہ وہاں کی زمین کے جو مالک ہیں، ان کے ساتھ ایگریمنٹ ہوا ہے واسا کے یا اس وقت کے ایم پی اے کے ساتھ لیکن ہمارے آنے سے پہلے کیئر ٹیکر حکومت میں کچھ تعیناتی ہوئی تھیں، اُس میں اس کو شاید اپنا کوئٹہ دیا گیا ایگریمنٹ کے مطابق۔ ابھی تو ہم نے کوئی ریکروٹمنٹ کے سلسلے میں گئے بھی نہیں ہیں، ہم ابھی ریکروٹمنٹ کے اس میں جا رہے ہیں ابھی جب ہم تعیناتی کریں گے تو ان لوگوں کا حق بنتا ہے، ہم ان کو بھی اپنے پوکیدار اور اسٹارٹر وغیرہ جو والوں میں ہیں ہم دینگے جن کے پاس ایگریمنٹ ہیں وہ لے آئیں ابھی جو واسا کے انشاء اللہ کچھ ہی دونوں میں ہم تعیناتی کریں گے جو جو خالی پوشیں ہیں۔ اُس پر ان کا حق بنتا ہے یقیناً ان کا حق بنتا ہے کیونکہ اس نے شہر کے اندر ایک قیمتی زمین جو واسا کے ٹیوب ویل کے لئے انہوں نے اس شرط پر دی ہے۔ تو یہ یقیناً ان کا حق بنتا ہے جس جس کے ساتھ ایگریمنٹ ہے تو وہ لے آئیں ہم جب تعیناتی کریں گے تو ہم اس کو consider کریں گے انشاء اللہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! میں پہلے بھی اسمبلی کا کرن رہا ہوں بلوچستان اسمبلی کی روایت ری ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو نماز کے لئے کم از کم دس پندرہ منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس نئے پاکستان میں جب سے اسمبلی کا سیشن شروع ہوا ہے، نماز کا وقفہ نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے اکثر کم نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ تو آپ سے گزارش ہے جب اذان ہو جاتی ہے تو نماز کے لئے کم از کم دس پندرہ منٹ کا وقفہ دیا جائے تاکہ لوگوں کی نماز بھی قضانہ ہو اور سیشن بھی جاری رہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: صدیقی صاحب! سب کو اجازت ہے جو بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے باری باری اُٹھ کر نماز پڑھیں ہمارا یہ سیشن نائمنگ تین بجے سے بیچ میں ہماری تین نمازیں آ جاتی ہیں۔ تو پھر پندرہ منٹ کے لئے لوگ اُٹھتے ہیں۔ پہلی دفعہ ہم لوگوں نے اسی طرح کیا پھر یہ لوگ late کرتے ہیں آنے میں۔ تو سب کو اجازت ہے جو بھی نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ نماز نماز ہے چاہے نیا پاکستان ہو یا پرانا پاکستان ہو نماز پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): اس سے پہلے باقاعدہ نماز کا وقفہ ہوتا تھا آج بھی قومی اسمبلی میں بھی ہوتا ہے سینٹ میں بھی ہوتا ہے اس کو مذاق بنانا میرے خیال میں اس ہاؤس کی بھی تو ہیں ہے اور جس مقصد کے لئے میرے فاضل ممبر نے آواز اٹھائی ہے اس کی آواز کی بھی تو ہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی اسمبلی میں نماز کا وقفہ ہوتا رہا ہے چاہے تین نمازیں آتی ہیں چار آتی ہیں آپ نماز کا وقفہ کریں گے اور اس کے بعد پھر ٹھیک ہے اس ایک گھنٹے کو آپ آگے extend کریں لیکن یہ کہہ دینا کہ جی نماز کے وقفے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک صاحب! سب پڑھتے ہیں میرے خیال سے۔

قائد حزب اختلاف: میں گزارش کرتا ہوں کہ کم از کم دینی اقدار کی بھی کوئی عزت ہونی چاہیے نماز تو لوگ ہر جگہ پڑھتے ہیں تمام دنیا میں مسلمان جہاں کہیں ہوتے ہیں چاٹنا میں ہوتے ہیں تب بھی پڑھتے ہیں رشیا میں ہوتے ہیں تب بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن نماز کا اپنا ایک قدس ہے۔ اس سے تو نماز کا قدس پاماں ہو رہا ہے جی نماز آپ پڑھتے ہیں پڑھیں نہیں پڑھتے ہیں نہ پڑھیں اس سے اسمبلی کی، بلوچستان کی روایات کی بلوچستان کے اس معاشرہ کی تو ہیں ہو رہی ہے۔

جناب محمد بنین خلجمی: یہ کچھ اور مسئلہ تھا لیکن آپ اس پر سیاست کر رہے ہیں، اب نمازیں، نمازیں پڑھنے میں نماز تو پڑھ سکتا ہے صدیقی صاحب! آپ کو نہیں روکا ہے اگر آپ ٹائم کی پابندی کریں گے تو پھر ٹھیک ہو گا تاں تین بجے اجلاس ہے تو اس میں سیاست آپ کر رہے ہیں۔ (مداخلت۔ شور۔ کئی ممبر ان ایک ساتھ بولتے رہے)

جناب قائم مقام اسپیکر: مہین خان! آپ تشریف رکھیں یہ یقیناً زیر غور لا یا جایگا صدقیتی صاحب نہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! میں آپ کو گزارش کروں گا میں بھی تین سال اسپیکر رہا ہوں اس سے پہلے اور آج تک یہ تسلسل چلا آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: نہیں نہیں صحیح بات ہے ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: اس سے پہلے بھی میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی تھی تو اس لئے میری گزارش ہے کہ اس میں سیاست نہیں ہو رہی نماز کا تقدس ہے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی اور پاپولیشن ولیفیسر: ایک منٹ! مجھے تھوڑی سی گزارش کرنے دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اجازت ہے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی اور پاپولیشن ولیفیسر: جناب اسپیکر صاحب! پچھلی حکومت میں میں تھا۔

یہ point ہم نے اٹھایا تھا اور دیکھیں زندگی اللہ کا دین ہے یہ چند لمحے جس میں آپ ثواب کرتے ہیں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، یہ اسمبلی اسلام خالق کا نبات سے بڑی تو نہیں ہے۔ تو اس میں دو چیزیں ہوئی چاہئیں۔ یہاں آپ کے ساتھ ایک بُن لگا ہوا ہے وہ on time ہونا چاہیے۔ جب بھی اذان ہو تو اس ایوان میں گونجے۔ ایک بات یہ پہلے ہم نے اٹھایا تھا اور اس پر کام ہوا۔ دوسرا یہ ہے کہ پندرہ منٹ یا بیس منٹ زندگی کے اگر اس طرف چلے گئے ہمیں کوئی افسوس نہیں ہے۔ وہ خالق و مالک کی طرف جا رہا ہے تو مہربانی کر کے اس پر رونگ پہلے بھی آچکی ہے دیدیں کہ جب بھی آپ نائم میبل مغلوالیں ہماری مسجد ہے جس نائم جماعت کا پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کر دیں میں ان کی تائید کروں گا اور یہ میں ان کی تائید نہیں کر رہا ہوں میں اپنے اللہ کو جوابدہ ہوں، یہ چیز آپ بھی ماشاء اللہ مسلمان ہیں، پانچ وقت کے نمازی ہیں اب آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ اپنی نماز اس اسمبلی کی وجہ سے قضا کریں یا ایک جماعت چھوٹ جائے تو میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی تو مہربانی کر کے اس پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: درست فرمایا سردار صاحب! ویسے زیادہ مجھے ہوتا ہے یہاں اسمبلی سیشن چلانا ہوتا ہے وہاں نماز کے لئے پھر کسی اور کو۔ یہ تو بہتر رہے گا کہ ہم سب جا کر نماز پڑھیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈ کی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشت

میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ضیاء اللہ انگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج اور 29 دسمبر کی نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرزادہ علی ریکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر یونس عزیز زہری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ موصوف کوئئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محمد مذینت شاہوی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج تا انتظام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر بابہ خان صاحب نے خی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ ملک نصیر احمد شاہوی کی جانب سے تحریکال تو انبر 6 موصول ہوئی ہے، قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے

قادعہ نمبر (A) 75 کے تحت تحریک اتو نمبر 6 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ سال 2015ء میں وزیر اعظم سکالر شپ پروگرام شروع کیا گیا۔ جس کے تحت بلوچستان کے مختلف اضلاع علاقوں کے طلباء کا داخلہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا کے سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں ہوا ہے۔ سابق دور حکومت میں ان طلباء کی باقاعدہ فیسوں کی ادائیگی کی جاتی رہی ہے لیکن اب ان طلباء کی فیسوں کی ادائیگیاں بند کر دی گئی ہیں جس کی وجہ سے صوبہ کے سینکڑوں طلباء کا نہ صرف سال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ ان کے مستقبل تاریک ہونے کا خطرہ بھی ہے۔ آیا کن کو تحریک اتو نمبر 6 پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ چونکہ تحریک اتو نمبر 6 کو ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا کن اسمبلی اپنی تحریک اتو نمبر 6 پیش کریں۔

تحریک اتو نمبر 6

ملک نصیر احمد شاہوںی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں اسمبلی قواعد و انصباط کا رجسٹر 1974ء کے قادعہ نمبر 70 کے تحت درجہ ذیل تحریک اتو کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ سال 2015ء میں وزیر اعظم سکالر شپ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت بلوچستان کے مختلف اضلاع علاقوں کے طلباء کا داخلہ سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا کے سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں ہوا ہے سابق دور حکومت میں ان طلباء کی باقاعدہ فیسوں کی ادائیگی کی جاتی رہی ہے لیکن اب ان طلباء کی فیسوں کی ادائیگیاں بند کر دی گئی ہیں جس کی وجہ سے صوبہ سینکڑوں طلباء کا نہ صرف سال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ ان کے مستقبل تاریک ہونے کا خطرہ بھی ہے۔ (خبری تراشہ مسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ لہذا تحریک اتو نمبر 6 کو مورخہ 29 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔ غیر سرکاری کارروائی۔ جناب ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ قائد حزب اختلاف آپ اپنی قرارداد نمبر 9 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 9

ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر۔ ہرگاہ کی صوبہ کی اہم قومی شاہراہیں جن میں کوئٹہ کراچی، کوئٹہ ڈیرہ اسماعیل خان، کوئٹہ براستہ لورالائی تاؤریہ غازی خان اور کوئٹہ براستہ سبی تا جیکب آباد شامل ہیں۔ جناب اسپیکر! اس قرارداد میں اگر جناب کی اجازت سے کوئٹہ تاچمن کی قومی شاہراہ کو بھی شامل کیا جائے کہ یہ بھی ایک اہم شاہراہ ہے، ان شاہراہوں پر آئے دن سپید اور اور لوڈ نگ کے باعث حادثات

رُوفنا ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے نتیجے میں اب تک ہزاروں قیمتی جانیں جن میں معلم، ڈاکٹر، انجینئر، تاجر، اور عام شہری شامل ہیں، ضائع ہوئی ہیں۔ جس کی ذمہ داری صرف اور صرف ہائی وے پولیس پر اس لئے عائد ہوتی ہے کہ وہ اسپیڈ اور اور لوڈ نگ کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ مذکورہ شاہراہوں کو دوری کیا جائے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ صوبہ کی اہم قومی شاہراہیں جن میں کوئی تاکریچی، کوئی تاؤڑیرہ اسماعیل خان، کوئی براستہ لورالائی تاؤڑیرہ غازی خان اور کوئی براستہ سبی تاجیک آباد شامل ہیں، پر حادثات کی روک تھام کیلئے ہائی وے پولیس کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ اسپیڈ اور اور لوڈ نگ کرنے والی گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائے۔ چونکہ حادثات کی روک تھام کا واحد اور مستقل حل مذکورہ شاہراہوں کا دوری کیا جانا ہے۔ اس لئے وہ فوری طور پر شاہراہوں کو دوری کرنے کے سلسلے میں فوری اقدامات کرے تاکہ حادثات کی روک تھام کا مستقل حل ممکن ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک صاحب! وضاحت کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! یہ معاشرہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تنہا نہیں رہ سکتا، معاشرے میں مختلف لوگ رہتے ہیں مختلف کمتبہ فکر مختلف طبقات کوئی انجینئر نگ کا شعبہ کرتا ہے کوئی ڈاکٹر ہوتا ہے کوئی عالم ہوتا ہے بیورو کریسی میں ہوتا ہے لیکن معاشرہ میں وہ تنہا نہیں رہ سکتے۔ اور اس معاشرے کو کنٹرول کرنے والی جو قوت ہے وہ حکومت وقت ہے۔ پہلے لیوں پر مرکزی حکومت اور صوبائی سطح پر صوبائی حکومت ہے۔ اب یہ حکومتیں اس معاشرے کو کنٹرول کرنے کے لئے قواعد و ضوابط طے کرتی ہیں۔ اگر ان قواعد و ضوابط میں کوئی خامی ہو جس پر عمل میں لائے جانے پر۔ جیسے اس ہاؤس میں اس کی کوڈ ور کرتے ہیں اور اگر کوئی کمی نہیں ہو تو اس پر عملدرآمد کرنے کی وجہ سے وہ معاشرہ فلاح کی راہ پر بھی چلتا ہے اور وہاں اس معاشرے میں سکون بھی ہوتا ہے اور اس معاشرے میں تکالیف بھی نہیں ہوتیں۔ اب یہاں جو سب سے پہلی پریشانی اس بات کی ہے وہ یہ ہے کہ جو قواعد و ضوابط ہیں ان پر عملدرآمد میں ستر سالوں سے یہ کی چلی آ رہی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات آتی ہی نہیں کہ قاعدہ بھی کوئی چیز ہے جس پر عملدرآمد کیا جائے قانون بھی کوئی چیز ہے جس کو اپنایا جائے۔ اس کے ذہن میں کوئی بات آتی نہیں ہے۔ ابھی ان روڈوں پر یہ قومی شاہراہیں ہیں ان پر luxury گاڑیاں اور پھر جب ان کو چلایا جاتا ہے تو اسپیڈ کا کوئی پتہ بھی نہیں چلتا کہ میں ایک سوسائٹھا ایک سوسائٹر یا دسوکی اسپیڈ میں جا رہا ہوں مجھ تلو motorway پر بھی کوئی پار لوگوں نے یہ بتایا ہے اور شاید آپ حضرات کے notice میں بھی یہ بات آتی ہو۔ وہاں 120 کلومیٹرز فی گھنٹہ limit رکھا گیا ہے۔

نہ ہو تو اس کو جرمانہ کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں یہی جو عشق ہے luxury گاڑیوں کا اور یہ جو مستی ہے اُس میں وہ یہ کرتے ہیں کہ 170 تک 200 تک چلاتے ہیں جہاں روک دیتے جاتے ہیں وہاں payment کرتے ہیں پھر نکل جاتے ہیں۔ اُس ضابطے پر پھر عملدرآمد کا وہ فائدہ نہیں رہتا۔ موڑوے پر بھی حادثات ہو جاتے ہیں۔ یہاں تو جھوٹے روڈ ہیں اور پھر گاڑیاں اس speed سے چلیں اور پھر یہ گاڑیاں آپ نے دیکھی بھی ہوں گی یہ جتنی بھی گاڑیاں ہیں overload اس لیے لوگوں کی وجہ سے تو نہیں ہوتی ہیں لوگ تو اُسی سیٹ کی مقدار پر اس میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس پر دنیا جہاں کامال لا دکر coastal highway کے لیے بھی راستہ بن جاتا ہے۔ اور جہاں بھی چیک پوسٹ ہیں وہاں بھی راستہ بن جاتے ہیں۔ تو ایک تو سواریوں کی کمائی پھر یہ سامان کی کمائی۔ اور اس وجہ سے پھر لوگوں کے ذہن میں کاغذ تھیں ہوتا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ motorway police کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حادثات کی روک تھام کے لیے speed کو کنٹرول کرے کہ کس طریقے سے گاڑیاں چلیں اور کس حد کی speed میں ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ساری جو پانچ شاہراہیں ہیں ہماری قومیہ ایک ہی دفعہ میں دور ویہ بنائی جائیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر صوبائی حکومت کے پاس کوئی بجٹ کی کوئی اسکیم بن سکتی ہے تو ایک سال میں ایک علاقہ کو لیا جائے۔ federal government سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ بھی ان قومی شاہراہوں میں سے ایک آدھ کو دور ویہ کرے۔ تاکہ اس میں کم از کم ایک طرف راستہ ہو۔ یہاں رات کو بھی traffic ہوتی ہے دن کو بھی ہوتی ہے۔ اُس وجہ سے لوگ مرتے ہیں۔ اور اتنے عظیم لوگ جن کے جو 40-40 سال محنت کرتے ہیں اور پھر وہ اس معاشرے کی فلاح کے لیے اور خدمت کے لیے قابل بنتے ہیں۔ اور ایک ہی حادثے میں ان کو موت کی نیند سولا دیا جاتا ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک انہائی اہم مسئلہ ہے۔ اور لوگوں کی جانوں کے ضیاع کا مسئلہ ہے۔ اس قرارداد پر اپنے ساتھیوں سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس پر ساتھ دیں۔ تاکہ ہماری حکومت اپنی کہیں جو ان سے ہو سکتا ہے وہ عملدرآمد اور قدم اٹھائے اور جناب federal government سے متعلق ہیں وہ ان سے رابطہ کرے۔ اور ان شاہراہوں میں حادثات روکنے کا موثر اقدام کرے بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: سردار صاحب! پھر آپ ساتھ جواب دیں میں تھوڑی گزارشات کر لیتا ہوں پھر آپ اکھڑا جواب دے دیں۔ شکریہ جناب اسپیکر! ملک صاحب نے جس طرف توجہ دلائی ہے یہ بلوچستان کی شرگ ہے۔ اور جتنے بھی انہوں نے ہائی ویز گنوائی ہیں کوئی نہ ٹوکرایا، کوئی نہ ٹوکرایا، کوئی نہ ٹوکرایا، آباد، کوئی نہ ٹوکرایا،

ڈی جی خان، کوئٹہ ٹو ٹوب، کوئٹہ ٹو لفتان۔ یہ ساری routes کے national highway ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر سیکرٹریٹ کو یہ خیال آتا کہ national highway authority کے national highway ہوں گے اس میں گلے ہوئے ہوئے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہاں مدعو کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ موجود ہوتے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہاں مدعو کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ subject national highway کا۔ اور پچھلے 70 سالوں سے بلوچستان کے national highway federal highways کو کوئی توجہ اس طرح نہیں دی گئی ہے۔ یہ بنیادی طور پر ذمہ داری government کی ہے کہ اکنڈو رویہ کیا جائے۔ ہم بار بار یہی بھی روتے رہے ہیں کہ سی پیک میں کم از کم اگر ڈی آئی خان ٹو ٹوب، ٹوب کوئٹہ اور کوئٹہ سے سوراب اور گواڑ یہی rout شامل ہوتے یہ دور یہ ہوتے کہ کم از کم ایک مشکل تو ہماری آسان ہو گی لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ شاید خواب خرگوش سوئے ہوئے ہیں یا اسلام آباد میں ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اس کو بھی سی پیک میں نہیں شامل کیا گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ routes، routes ہیں جو سی پیک کو ہر حوالے سے یہ فائدہ دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم نے ملک صاحب نے جھٹر جنگل کی کہ ہمارے یہاں over-traffic کی وجہ سے over speeding کی وجہ سے over loading ہیں بلکہ یہ پاکستان کی economy میں، سی پیک کی افادیت میں یہ جتنی بھی شاہراہیں بہت اہم ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ national highway authority کا گوکہ یہاں ایک directorate موجود ہے لیکن آپ اگر travel کریں ان routes پر تو کہیں بھی speed breaker جو بنے ہوئے ہیں اس پر وہ yellow اور سفید پیش نہیں لگی ہوئی ہیں کہیں بھی guidelines ہیں جو جانتی ہیں سے بچاتی ہیں super maintain کی حوالے سے کوئی highways میں super elevation ہیں national elevation کیا گیا ہے۔ کوئی بورڈ نہیں لگائیں گے ہیں۔ یہ ساری ذمہ داری federal government کی ہے highway کی ہے۔ تو مجھے امید ہے اس ہاؤس سے کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہو گی۔ اور ہماری provincial government اور جام صاحب اس معاملے کو سنجیدگی سے لے کر federal government کے take up کیے گے کیونکہ اس سے بلوچستان کے لوگوں کے لیے economy سے وابستہ ہیں۔ یہ ہمارے agriculture کی movement کے لیے بھی یہ آپ کی وہ highways کے لیے بھی یہ آپ کی وہ transportation ہیں جو آپ کو ایران، افغانستان اور central asia سے ملاتے ہیں لیکن international routes جو

وہاں اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے لوگ اس طرف آپ کو اہمیت نہیں دیتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ہم یہاں House کی بلکہ یہ سب کی پوری کی پوری ذمہ داری ہے کہ سب subject کو سنجیدگی سے لیا جائے یہ پانچ چھ routes ہیں federal government کے سامنے رکھے جائیں پچھلے 70 سالوں میں اس میں کوئی کام جو ہونا چاہیے تھا اس طرح نہیں ہوا۔ یہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اس پر ہماری جو highway over traffic, over-loading over speeding police کو control نہیں کر سکتی تو اس معاملے میں میں سمجھتا ہوں کہ اس House کی طرف سے ایک national highway committee بنائی جائے یہاں، جام صاحب! آپ کی تھوڑی توجہ چاہیے۔ national highway کا جو یہاں دفتر ہے ان کو مدعا کیا جائے۔ اور ان سے بیٹھا جائے۔ اس معاملات کو اس House کی national highway committee اور national highway کر discuss کیا جائے کیونکہ ایک دن کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس میں پورے بلوجستان کے عوام کی زندگیوں کا تعلق بھی ہے اور پاکستان economy کا تعلق بھی ہے، یہ international routes کو ملاتے ہیں central asia highways کو ملاتے ہیں، KPK اور پنجاب اور سندھ کو ملاتے ہیں۔ ان کی اہمیت جتنی بھی زیادہ کہا جائے کم ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے جام صاحب سے بھی اور اس House سے بھی کہ اس پر ایک committee بنائی جائے اور اس کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ اور national highway کی جو اسلام آباد کی authorities ہیں انکو یہاں بلوجستان میں call کر کے ان سے discuss کیا جائے، شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ جی صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت جتنی بھی ہماری جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس سے آپ بھی واقف ہیں۔ یعنی روز چار پانچ ایکسیٹن ہو جاتے ہیں اور ان میں لوگ مرتے ہیں۔ تو اس حوالے سے چونکہ یہ long process کہ تمام شاہراہوں کو دور و رویہ بنانا، چونکہ یہ long process ہے، ساڑھے دس کروڑ کی جان بچانے کے لیے ہمارے سخت کے وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔ ان شاہراہوں پر trauma centers اگر بنایا جائے، تو کم از کم فوری طور پر ان زخمیوں کو تو مدد سکتی ہے۔ اسی طرح ہمارا تھیصل ہیڈ کوارٹر ہے خانو زمی کا۔ یقین جائیئے 24 گھنٹے کھلا رہتا ہے لیکن وہاں زیادہ سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اکثر مریض وہاں مر جاتے ہیں۔ تو میں آپکے توسط سے جناب مفتی ہیلٹھ کی خدمت میں گزارش

کروں گا کہ ان پچاس بیٹوں کے ہمارا ایک ہی ہسپتال ہے، خانو زئی کا سول ہسپتال ہے۔ ان میں اگر بنایا جائے۔ تو بہت سارے لوگوں کی جانیں بچ سکتی ہیں۔ trauma center
جناب قائم مقام اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر یونیورسٹیں و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپلیشن ولیفیر: جناب اسپیکر! میں موجودہ حکومت کی ایک لچک پ بات آپ کو بتانے لگا ہوں۔ وہ ہم بچپن میں کھیلتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ ہم کہتے تھے کہ آپ کوئی ہندسہ اپنے ذہن میں رکھ لیں۔ پھر ہم اس کو بتائیں گے آپ suppose کر لیں کہ پانچ ہے سات ہے یا نو ہے۔ تو وہ پھر جمع تفریق کر کے ہم بتادیتے تھے۔ اب یہاں جو قرارداد لائی گئی ہے جناب! اسکے دو حصے ہیں، ایک حصہ تو یہ ہے کہ ان روڈوں کو dual-carriage یعنی دو رویہ بنایا جائے، دوسرا اس کا حصہ یہ ہے کہ اس پر حادثات ہوتے ہیں تو ان کو کنٹرول کرنے کے لیے کوئی فورس یا کوئی طریقہ کارروض کیا جائے۔ تیرسا پھر ہمارے محترم صدیقی صاحب نے آئیں add کیا ہے کہ اس میں میڈیکل کی سہولت کے لیے ٹراما سینٹر ٹائپ کی کوئی چیزیں بنتی چاہئیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے دوست اس چیز کو appreciate کریں کہ ایک تو بہت اچھی قرارداد ہے لیکن انہوں نے آج قرارداد لائی ہے ہم اس پر ایک ماہ پہلے کام شروع کر چکے ہیں میرے قائد نے باضابطہ اس پر ایک آفیسر، ہمیں ہاؤس کا ایک office depute کیا ہے اچھا اس وقت بڑا اعتراض ہوا تھا کہ جی train mass-transit کوئی میں چلے گی۔ اور کوئی greater water ہو پڑے۔ میرے دوست سے ساڑھے 6 ہزار فٹ alleviation میں کوئی کوپانی دیا جائیگا خوشمندرے تھے۔ یہ پچھلی پھر میں کہوں گا کہ یہاں صوبے میں قوم پرست تھے وہاں بھی انسکھی جو مرکز میں حکومت تھی یہی قوم پرست تھے خوش نما نظرے ”کہ جی سی پیک“۔ کہ جی ”greater water“ سپلائی پانی کی بہاریں ہوں گی کوئی میں اور چانتا ٹائپ کی یا جاپان ٹائپ کی bullet-train چلی رہی ہوں گی جو کچلاک سے روائی ہو گی اور سریاں تک جائیگی میرا خیال ہے کہ ایک آدمی اگر جو ٹرینہ دوڑنے والا ہو روزش کرتا ہو تو ادھر سے سریاں کشم سے لیکر کچلاک تک ایک ڈیڑھ گھنٹے میں آ جاتا ہے وہ ایسی چیزیں متعارف کرائی گئیں کہ جو feasible ground تھیں پر ہمیں ہو سکتی تھیں الحمد للہ ہماری موجودہ حکومت نے یہ کام شروع کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم فاضل دوست سے بھی کہتے ہیں کہ یہ اپنی اچھی تجاویز سی ایم سیکرٹریٹ میں حافظ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس کو دیں قراردادیں تو بہت ساری ہوتی ہیں، ہم نے کہا کہ مغربی روٹ اس وقت بھی لوگوں کو بے وقوف بنایا گیا ٹوب میں افتتاح کیا گیا۔ ہمارے مولانا فضل الرحمن صاحب کو بھی اس میں invite کیا گیا ان کو بھی پڑے

نہیں تھا کہ یہ سی پیک کا حصہ ہے یا already پہلے یہ پائپ لائن میں سڑک ہے اور بن رہی ہے وہ ایک photo session on ground ہے اس کا کوئی وجود نہیں تھا بہم جارہے ہیں جو سی پیک کی میٹنگ تھی اسلام آباد میں with the direction of CM ہمارے جو ایڈیشنل چیف سیکرٹری جارہے تھے ان سے کہا گیا کہ یہ دو جو اسکیمیں ہیں mass-transit and water supply یہ اب feasible ہو ہی نہیں لیکن ان کی جگہ پر جو پانی کا سیکٹر تھا اس میں ہم نے تجویز دی اور ہم دوستوں کو ابھی توجہ دیں تھوڑی سا صدیقی صاحب اور آنے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ اپنے موضوع پر آجائیں کہ کوئی آپ کو سنے۔

وزیر حکومت سائنس و انفارمیشن لیکننا لو جی اور پاپلیشن ولیفیر: یہی موضوع ہے اور کونسا موضوع ہے قرارداد پر تو میں بات کر رہا ہوں تو ہم اس جو پیسہ دیں گے حالانکہ early-harvest ہو چکی ہے سی پیک کے ابھی وہ بچا کچھا سلسلہ ہے تو وہ بھی loan کا grant ہے تو ہم نے کہا کہ اس کو Chinese 18 تاریخ کو چائینہ میں یہ سی پیک کی اور یہ اس کی میٹنگ تھی ہم اسی وجہ سے نہیں گے کہ بلوچستان کو سی پیک میں کیا ملاسوائے خوش نما نعروں کے۔ اگر ہمیں وہ ملتا ہے اس پر ہم ڈیم بنائیں گے جوڑیں چلتی تھی اس کو ہم ان شاہراہوں پر۔ اور ہمیں پتہ ہے کہ بہت قیمتیں جانیں، ہم اس میں کام کر رہے ہیں ہم نے کام start کیا ہوا ہے۔ ہم نے اے سی ایس صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے ہم ان کو بھی خوش آمدید کہیں گے کہ اے سی ایس کا دفتر سیکرٹریٹ میں موجود ہے، یہ جس روڈ کو جو قومی روڈ ہیں جو نیشنل level میں آتے ہیں ہم نے چن سے لے کر کوئی نہیں سے لے کر کرایجی via ٹرزوں، گواڑی سب آپ یہ سکتے ہیں پائپ لائن میں ہیں ہم نے start کیا ہوا ہے اس پر قرارداد آج آئی ہے تو ہم اس حکومت کو credit جاتا ہے جناب اپنے صاحب اے اس وقت قرارداد تھی نہ اس وقت قرارداد تھی نہ کچھ ہمارے سی ایم صاحب نے اس پر نوٹس لیا۔ اور ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد آپ کو خوشخبری سنائیں گے کہ یہ تمام roads-dual بھی ہو جائیں گے انشاء اللہ۔ باقی جہاں تک ٹریک کا سوال ہے۔ واقعی انکی بات بجا ہے کہ بہت قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ بہت اچھے لوگ جان تو سب کی جان ہے۔ چاہے غریب کی ہے یا امیر کی یا ایک سیاستدان کی یا ایک مزدور کی ہے سب کی برابر ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکا مقابل صدیوں میں نہیں ملتا ان شاہراہوں پر نقصانات ہوئے ہیں میرا خیال ہے کہ قرارداد کی بجائے اس پر یہ لوگ زور نہ دیں کہ قرارداد کوئی مسئلہ نہیں ہے ہم گزارش کریں گے کہ آئیں ہمارے

ساتھ بیٹھیں جو جو علاقوں آتے ہیں اُنکے منتخب نمائندے بیٹھے ہیں۔ کل یہ نہ ہو کہ یہ جی ہم ٹرینک پولیس یا نیشنل ہائی وے کی جو بھی پولیس ہوتی ہے وہ کھڑی کریں۔ پھر اس پر اعترافات شروع ہو جائیں ”کہ جی یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے“ تو ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم اس پر انکو خوش آمدید کیں گے۔ شکریہ
جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔

میر ظہور حسین بلیدی: ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ صاحب جو قرارداد لائے ہیں، بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔
بلوچستان کو شاہراہوں کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اور جب ہمیں حکومت ملی تو اس وقت ایک بہت بڑا شوہر یہاں سی پیک کا چل رہا تھا قسمتی سے ہماری کچھلی حکومتوں نے وفاقی اور صوبائی حکومت نے بلوچستان کے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکا تھا۔ تو ہم نے آتے ہی پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ میں جو ایک سی پیک کیمیٰ تھی اُس کو ایک سی پیک wing-raise کیا۔ تو اس نے آ کر ہماری کینٹ کو بریفنگ دی۔ اُس میں ہمیں یہ پتہ چلا کہ جو روڈز سیکٹر میں بلوچستان کو کچھ نہیں ملا ہے۔ بلکہ بلوچستان کے ساتھ ایک دھوکہ کیا گیا ہے کہ جو پُرانی اسکیم تھیں جو پروین مشرف کے نام میں شروع ہوئیں۔ گوادر، تربت، ہوشاب اُس کو دو، تین دفعہ پر اُم منشہ صاحب بشمول صوبائی حکومت کے قائدین کی سمیت۔ وہاں آ کر انہوں نے افتتاح کیا۔ اور دُنیا کو یہ impression دیا کہ یہ اسکیم یہ شاہراہ جو ہے وہ سی پیک Chinese-funded شاہراہ ہے۔ اسی طرح ڈوب، ڈی آئی خان روڈ جو گورنمنٹ نے ADP سے کوئی بیس کروڑ روپے لوں لئے۔ لیکن بد قسمتی سے یہ ہوا کہ ہمارے نمائندگان نے بجائے اپنے اُن ووٹوں کا حق ادا کرتے جو ان کو عوام نے دیکر اسٹبلی میں بھیجا اور حکومت دی۔ انہوں نے یہ کہا ”کہ جی پر اُم منشہ صاحب نے یہ فنڈ سی پیک کے حوالے سے منظور کیا ہے“۔ جب ہمیں حکومت ملی۔ ہم نے اُس پر بریفنگ لی۔ تو چونکہ چائیز کے پاس جو اہم فورم ہے ایک جو کہتے ہے جو joint JWG (joint working group) جس میں پاکستان کی جتنی بھی اسکیمات ہیں۔ انکو Chinese طرف سے MBRC ہے نیشنل ڈولپمنٹ ریفارم کمیشن۔ ہماری طرف پلانگ کمیشن ہے۔ (پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ ریفارم کمیشن) اُنکے آفیسر ان بیٹھتے ہیں اُنکی اسکیمات کو assess کرتے ہیں پھر اسکو refer کرتے ہیں ایک اور فورم ہے (جو اسٹ کو آپریشن کمیٹی) تو اس میں بڑے لیوں کے لوگ بیٹھتے ہیں جس میں وفاقی پلانگ کمیشن اور صوبوں کے بھی heads delegation جاتے ہیں اُنکے delegations جاتے ہیں۔ تو ہم نے باقاعدہ ایک ورکنگ پیپر تیار کیا۔ اُس میں وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت کے مطابق میں وہاں گیا۔ تو ہم نے چاراہم شاہراہ ایں وہاں رکھیں۔ ایک اہم شاہراہ یہ تھا کہ ہم نے کہا جی کوئٹہ ٹو ڈوب، اس کو فوری طور پر dual-carriage

بنایا جائے۔ دوسرا ہمارا plea یہ تھا کہ جی کوئٹہ تا سوراب اُس کو dual carriage بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے JCC سے یہ کہا کہ جی چونکہ یہ ڈی آئی خان، ٹرپ ب allready اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس کو convert کر کے funding اسکی Chines connect کریں۔ اسکے ساتھ بارڈ رورو ڈفتان، نوکنڈی، لخ دشت، ماٹلیل، پرو۔ اور وہاں MAD میں جا کر تو اُس سے انہوں نے اصولی طور پر یہ کہا کہ جی ہم اُسکو JCC میں approved کرتے ہیں۔ دو شاہراہیں انہوں نے approved کیں نوکنڈی جواہری بارڈ روالی دوسری شاہراہ کوئٹہ، ٹرپ ب (ٹرپ ب، ڈی آئی خان) وہ ابھی جو ہے JCC میں still stand approved کیں۔ بلکہ دو، تین JCC میٹنگ میں وہ میٹنگ میں ہے۔ دوسراؤں نے ہمارے ساتھ یہ pledge کیا کہ جی جو کوئٹہ ٹو سوراب روڈ ہے۔ اور کوئٹہ ٹو ٹرپ ب روڈ ہے۔ ہم انکو next joint working group میں لے آتے ہیں۔ اور ان کی feasibility ہے۔ ہم انکو refer کرتے ہیں JCC کی میٹنگ میں۔ تو یہ ہماری حکومت کی کارکردگی ہے۔ لیکن ہم نے وہاں یہ بات جا کر کھلی کہ جناب! پچھلے دو میں ہمیں تو کچھ نہیں ملاسوانے خوشنما غروں کے۔ آپ براہ کرم مہربانی کریں ہمیں جو پچھلی جو type imbalance کی جو فنڈنگ ہوئی ہے سی پیک کی اور اُس میں جو largest quantum energy-sector میں ہو یا روڈر زیکٹر میں ہو وہ ایک صوبے میں زیادہ گئی ہیں۔ باقی صوبوں میں بہت کم ہیں۔ بلوچستان میں تو بالکل ہی نہیں گئی ہیں۔ آپ مہربانی کریں فیڈرل گورنمنٹ سے فیڈرل پی ایس ڈی پی سے ان شاہراہوں کو آپ ہمیں فنڈ کریں۔ تو اس contest میں فیڈرل minister کا بڑا positive-gesture تھا اور ہم فوری طور پر ان تینوں، چاروں شاہراہوں کو takeup کریں گے فیڈرل گورنمنٹ کیسا تھا۔ اور ان سے ہماری یہ کوشش ہوگی کہ جی آپ براہ مہربانی ان شاہراہوں کو فوری طور پر فیڈرل پی ایس ڈی پی میں ڈال دیں اور ان پر کام، فنڈنگ کا mechanism ٹو روڈ کر دیں۔ اسکے ساتھ جو دوسرا content ہے ٹریفک کے حوالے سے۔ بہت اچھی بات ہے دُنیا بہت آگے نکل چکی ہے بدعتی سے ہم بہت پچھے رہ گئے ہیں۔ ہمارے مہذب معاشروں میں ٹریفک ہی واحد وہ ذریعہ ہے جو مہذب معاشروں کی عکاسی کرتا ہے جہاں اچھے معاشرے ہیں لوگوں کا نظم و ضبط زیادہ بہتر ہوتا ہے اور جہاں بھی جو معاشرہ primitive stages پر ہے اُن کا نظم و ضبط ٹریفک کا بڑا ancial stages ہے۔ تو اُس حوالے سے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے بڑی وچھی لی ہے اور انہوں نے کوئٹہ شہر میں باقاعدہ جتنے بھی encroachments تھے انکو ختم کرایا اُن جگہوں پر سکنیز بھی لگا دیئے۔ اب اسکا ہم دائرہ کا وسیع کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ جواہم

شہراہیں ہیں کوئئے تو کراچی ٹرینک حادثات ہوتے ہیں۔ ان میں ہماری کوشش یہ ہو گی کہ ہم وہ راما سنٹر بنائیں۔ اور لوگوں کو جو موڑوے پولیس ہے اُن سے بھی ہم درخواست کریں گی کیونکی بھی strength جو ہے raise ہو جائے۔ اور جو شہراہوں میں موڑوے پولیس نہیں ہے اُن پر بھی ہم کوشش کریں گے کہ موڑوے پولیس deploy ہو۔ پھر یہ معاملہ و فاقی حکومت کا ہے براہ راست صوبائی حکومت کا نہیں ہے۔ لیکن ہماری کوشش ہو گی کہ فیڈرل گورنمنٹ اس پر فوری طور پر عملداً مدد کرے۔ اور اس پر کام شروع ہو موڑوے پولیس کو deploy کر دیں لوگوں کی جانبیں ہمیں بہت عزیز ہیں اور ہماری بالکل حکومت اس بات کا ادراک کرتی ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو کس طرح ٹرینک کے حوالے سے سیکورٹی دیں۔ میں آپ لوگوں کی اس قرارداد کی بھی حمایت کرتا ہوں۔ اور آپ لوگوں کو best-assure کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنے فرائض سے بالکل غافل نہیں ہے۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مزید آگے بڑھائیں گے۔ اور آپ لوگ دیکھیں گے کہ جی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہم انکو take-up کریں گے۔ اور انشاء اللہ بہت جلد آپ لوگوں کو بہت سی خوشخبریاں بھی ملیں گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ جی میدم! آپ بات کریں۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قاضی: بات ہو چکی ہے۔ میں زیادہ تمہید نہیں باندھوں گی لیکن ایک چیز اسکو detail highlight کرنا چاہتی ہوں جیسے کوئئے تو کراچی ہے۔ ہماری شہراہیں ہیں ہمارے روڈز کیونکہ تنگ ہیں۔ اور ہائی اسپیڈ کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اور لوگ جلدی پہنچ نہیں پاتے ہیں لوگوں کو سلکیو کرنے کیلئے اسی طرح جو ہماری شہراہیں ہیں۔ کوئئے سے جب ہم نکلتے ہیں بولان کی طرف۔ تو ایک طرف پہاڑ ہے۔ اور دوسری طرف سیلانی ریلے کا جو پانی گزرتا ہے جسے ہم ”جحل“ کہتے ہیں۔ کوپورٹو ڈھاڑر یہاں کوئی alternative راستہ نہیں ہے۔ اور کئی دوست جو ہمارے وہاں سے گزرے ہیں میرے بھائیوں کو پتہ ہے۔ بولان جو کوپور سے ہم گزرتے ہیں ایک ہیوی گاڑی اگر بولان کے اس تیک کے پہاڑوں میں خراب ہو جاتی ہے تو at least چار سے پانچ گھنٹے یا چھ گھنٹے ساری ٹرینک ایک جگہ stuck پر ہوتی ہیں۔ اور نکلنے کا کوئی alternate راستہ نہیں ہے کیونکہ پچھلی دفعہ میں جب میں گئی یہی ہوا کہ ای بولینس even وہاں کھڑی تھی مریض اُس میں تھے لیکن راستہ کیونکہ کوئی نہیں ہے وہاں کافی اونچائی پر ہے کوئی alternate راستہ نہیں کہ وہاں سے نکلا جائے۔ تو اسی طرح اگر ہم کوئئے تو کراچی یا کوئئے تو ڈھوپ کی بات کرتے ہیں۔ تو kindly یہ بولان کا جو ہے روڈ اس کو بھی kindly زیر غور لا جائے۔ کیونکہ ہیوی ٹرینک یہاں بلوچستان سے پنجاب سے نکلتی ہے۔ interior سندھ ہیوی ٹرینک زیادہ تر یہاں سے جاتی ہے تو kindly اسکو بھی نوٹس میں لیا جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ سیدم۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ملک صاحب کی جو قرارداد ہے یقیناً بڑی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ میں اسکی بھرپور تائید و حمایت کرتا ہوں۔ اور مجھے افسوس ہے حکومتی پختہ برائے وزراء پر کہ انکا سارا ذرور آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب سے وہ بولنے لگئے ہیں انکا ذرور ایک تقید کے نشر پچھلی گورنمنٹ پر ہوتے ہیں۔ اب میں کیا بولوں یہ ناراض ہو جائیں گے۔ کہ ایک تحقیق کس نے کی کیسے یہ لوگ یہاں تک پہنچ کس نے انکو جو یا کس نے انکے سینیٹر منتخب کیئے کس نے انکی BAP پارٹی بنائی؟۔۔۔ (مداخلت۔ آوازیں) تو آپ سنیں ناں برداشت کریں آپ قوم پرستوں پر بولتے ہیں ابھی خود بھی سنیں۔ نہیں دیکھومت کرو اس طرح آپ کچھ کریں ناں۔ پھر آپ احتیاط کریں ناں آئندہ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ دونوں تشریف رکھیں۔ زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ کے جواناں BAP اب وہ اس پر ناراض نہ ہوں۔۔۔ (مداخلت)

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں قرارداد کی طرف آتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں یہ کیوں اس طرح کی باتیں کرتا ہے، آئندہ یہ نہ کریں ہم بھی ناں زبان نا منہ میں رکھتے ہیں اگر آپ رکھتے ہیں تو ہم آپ سے زیادہ رکھتے ہیں۔ آئندہ اس قسم کے خیالات سے انکو گریز کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: قرارداد وہ اہمیت کی حامل ہے میری تجویز یہ ہو گی جب تک ان بڑے منصوبوں پر عمل ہوگا۔ آپ رونگ دے دیں کہ کم از کم آپ NHA والے اور موڑوے پولیس کو آپ بُلا لیں تاکہ چیزیں NHA اور موڑوے پولیس کے جو آئی جی صاحب ہیں انکو بُلا لیں تاکہ یہ جو شہرا ہیں ہیں۔ ابھی آپ کی کوئی، چن۔ کوئی، قلعہ سیف اللہ، ثواب۔ کوئی، لورالائی۔ کوئی، سی۔ اور کوئی خضدار، یہ شاہرا ہیں ہم موڑوے پولیس کے حوالے کریں تاکہ سپیڈ جو جتنی جاری ہے اُسکو ہم روک سکیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اسپیکر! میں آپکا منوں ہوں۔ میں اس میں کوئی مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ سیر حاصل بحث ہو گئی ہے لیکن میں نے پچھلی مرتبہ یہاں گزارش کی تھی ایک سیمینار تھا اسلام آباد میں اسی سی پیک کے حوالے سے۔ اور وہاں بلوچستان کی طرف سے مجھے کہا گیا تھا تو میں نے وہاں

شرکت کی تھی۔ اُس میں جناب والا! جب ہم نے یہی شکایت جو اس اسمبلی کے فلور پر سارے ممبران کر رہے ہیں یہی شکایت، یہی گزارشات میں نے وہاں کی ہیں۔ اور وہاں Chinese Ambassador موجود تھے باقی میں انکی سین اٹکو بھی افسوس ہوا۔ مختصر سا ایک، دو پونٹ کہنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ جناب! ہی پیک کامل بہ جس سرزی میں پر ہے وہ گوادار ہے۔ اور اس وقت تک جب اب میں اور آپ یہاں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں وہاں پینے کیلئے صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ پوری آبادی کو ٹینکروں کے ذریعے پانی دیا جا رہا ہے۔ دوسرے حوالے سے جناب جو باتیں ہوئیں۔ اُس پر Chinese Ambassador نے یہ کہا کہ دیکھتے جناب! ہم آپ کو ٹینکنیکل assistance دے سکتے ہیں ہم آپ کو financial support دے سکتے ہیں۔ لیکن کس اسکیم نے کہاں لگانا ہے اُس کی افادیت کس صوبے کو ملتا ہے کوئی اسکیمات پاوسکیٹر کی ہوں گی یا ڈرنسپورٹ سیکٹر کی ہوں گی کس حوالے سے ہوں گی؟ یہ تمام حکومت پاکستان نے طے کرنا ہے۔ ظہور بلیدی صاحب نے بڑی اچھی بات کی انکی ریسرچ شایدی اس میں بڑی اچھی ہے کہ اُنکے جو دوادارے ہیں۔ میری یہ گزارش ہو گی گورنمنٹ سے اور حکومت سے کہ ہمیں کوشش کرنے کی بجائے اس کے کہ ہم یہاں آپس میں ایک دوسرے کو طعنے دیتے رہیں۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جو وہاں ادارے ہیں جن کے through یہ اسکیم nominate کیتے جاتے ہیں۔ جنکے حوالے سے وہ اسکیمیں وہاں لی جاتی ہیں اُن اداروں میں ہماری نمائندگی ہو۔ میں تو گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ اگر اپوزیشن کا بھی اگر کوئی ایسا بندہ ہے جو مثلاً فضل آغا صاحب ہیں وہ خود انجینئر ہیں اور انکو اس بات کا تجربہ ہے۔ وہ اگر بلوچستان کے حوالے سے نمائندگی کریں اور اسکی بنیاد پر چیف منٹر صاحب کو رپورٹ دیتے رہیں۔ چونکہ وہ ایک ٹینکنیکل بندہ ہے اس میں کوئی قیاحت ہے ہمیں تو صوبے کے لئے اور صوبے کے لوگوں کیلئے کام کرنا ہے جناب اسپیکر! میری یہی گزارشات تھیں لیکن یہ جو کچھ لیکن یہ جو کچھ حکومت کو طعنہ دینے کی بات ہے۔ طعنے کی بات نہیں ہے میں زیرِ صاحب سے request کروں گا کہ دیکھیں ایک حکومت گزری ہے۔ اور اس نے کام کیتے ہیں۔ تو اُنکے ایسے وزراء کی جانب سے بھی بے جا تقدیم ہیک نہیں ہے۔ لیکن جہاں مجھے معلوم ہے کہ وہاں کچھ اچھے کام بھی ہوئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے اچھے کام میں کچھ کام ایسے بھی ہوتے ہیں جو پارٹی مفاد کیلئے کیتے جاتے ہیں یا حلقتے کیلئے کیتے جاتے ہیں۔ تو تھوڑا سادوںوں جانب سے صبر و تحمل ہونا چاہیے۔ شکریہ جناب قائم مقام اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 9 کو منظور کیا جائے؟۔ قرارداد منظور ہوئی۔ اب نماز کیلئے پندرہ منٹ کا وقفہ ہے۔

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب قائم مقام اسپیکر شروع ہوا)

جناب قائم مقام اسپیکر: چونکہ ثناء بلوچ صاحب آج تشریف نہیں لائے ہیں لہذا قرارداد نمبر 10 کو اگلے سیشن کیلئے defer کیا جاتا ہے۔ حاجی محمد نواز صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 18 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 18

حاجی محمد نواز کا کڑ: ہرگاہ کہ سوئی سدرن گیس کمپنی کی جانب سے ضلع قلعہ عبداللہ کی تحصیل گلستان اور قلعہ عبداللہ میں آبادی کے حوالے سے 11-2010ء میں ایک سروے کیا گیا تھا جسے فیزا بل قرار دینے کیلئے مرکزی حکومت کو برائے منظوری ارسال کیا گیا۔ بعد ازاں منظوری کے بعد سال 17-2016ء میں ایک ارب سے زائد کی خطیر رقم مختص کر کے باقاعدہ منصوبے پر کام کا آغاز کیا گیا لیکن گلستان سے متعلق قلعہ عبداللہ کی کثیر آبادی کو گیس فراہم نہیں کی گئی جس کی وجہ سے علاقے کے عوام میں شدید احساسِ محرومی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ سوئی سدرن گیس کی فراہمی میں کی جانے والی غیر منصفانہ تقسیم کی بابت فوری نوش لے کر ضلع قلعہ عبداللہ کی تحصیل گلستان اور قلعہ عبداللہ کو گیس کی سہولت فراہم کرنے کو تینی بنائے اور ساتھ ہی اس منصوبہ کی تفصیلات بھی فراہم کرے تاکہ ضلع قلعہ عبداللہ کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساسِ محرومی کا خاتمه ممکن ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس کی admissibility سے متعلق بتائیں۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: جناب اسپیکر! یہ قرارداد اسلئے لائی گئی ہے کہ جو گزشتہ 11-2010ء میں یہ سروے کیا گیا تھا تو پورے علاقے کا سروے ہوا اور feasible gas ہوئی اس کا نقشہ تیار ہوا۔ نقشے کے مطابق اُسی وقت feasibility report بھی تیار ہوئی۔ اور فنڈر کی عدم موجودگی کی وجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا۔ دوسری بات یہ تھی کہ اُس وقت ایک اور option تھس کہ آپ گیس پلانٹ لیں اور علاقے کیلئے گیس پلانٹ پہلے لگائیں اور پھر بعد میں پائپ لائن پر جو پابندی ہٹائی جائیگی پھر آپ کو پائپ لائن کیلئے بھی منظوری دی جائیگی۔ تو اُسی وقت یہ معاملہ سرداخانے میں اسلئے پڑا کہ پائپ کی عدم موجودگی پر۔ چونکہ گیس feasible ہو چکی تھی پھر یہ سروے بعد میں change کر کے ایک مخصوص سائینڈ پر لے جایا گیا۔ اُس کی وجہ سے علاقے میں بے چینی بھی پائی جاتی ہے اور لوگ اُسکے خلاف کھڑے بھی ہو گئے ہیں۔ گیس کے پائپ بھی پہنچ چکے ہیں اور اُس پر کام شروع بھی ہوا۔ لیکن لوگوں نے اُس کو اسلئے بند کر دیا کہ جو سروے ہوا ہے اُسی کی مطابق ہمیں گیس دی جائے۔ لہذا اب وہ سروے گیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑا ہے جو پرانا سروے ہے وہی سروے علاقے کے عوام کا مطالبہ ہے کہ اس سروے کے مطابق پورے علاقے کی گیس پر کام شروع کریں تاکہ پورے

علاقے کے لوگ اس سے مستفید ہوں۔ اور ایک خاص ایریا، ایک خاص گاؤں ایک خاص کر اس سے مستفید نہ ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ حاجی صاحب۔ جی

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔ اور حکومت پاکستان ایک پروجیکٹ شروع کریں 1 ارب روپے خرچ کرتے ہیں اس کا فائدہ ظاہر ہے کہ بہت سارے کو پہنچا چاہیے جہاں تک اس قرارداد کو نواز کا کڑ صاحب نے لایا ہے۔ سروے شاید ایک مخصوص جگہ کا ہوا ہے۔ یہاں بہت ساری آبادی پڑی ہے۔ انہی پیسوں سے ساری آبادی کو cover کیا جاسکتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ گاؤں کو فائدہ پہنچے، کیوں نہ انہی پیسوں سے پورے علاقے کو فائدہ نہ پہنچائیں۔ لہذا ہم نے آپ کے توسط سے تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اس کو منظور بھی کر لیں اور اس کی حمایت بھی کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی سردار عبدالرحمن کھیڑان۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر ملک سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی): قرارداد نمبر 18 کی میں پرزور حمایت کرتا ہوں اور اسکی background میں جاؤں گا۔ پھر مجھے کہنا پڑ رہا ہے ایک آدھ ساتھی ناراض ہو جاتا ہے۔ قوم پرستوں کی حکومت کے ذریں یہ گیس منظور ہوئی اب میں قوم پرستی پر جاؤں گا کہ کتنی قوم پرستی تھی اُن کی اور چچلی حکومت نے مہربانی کی ہے اس پر منظوری بھی ہوئی ہے، سب چیز۔ مرکز میں بھی ان کی الائنس میں تھے۔ سب تھے جہاں سے غیبی کی شروع ہو رہے تھے وہاں انہوں نے یہ کر دیا۔ اُدھر سے یہ قوم پرستی کا نعرہ لگاتے تھے اور یہاں انہوں نے وہ بھی پڑھاں، پشتو speaking، پشتوون۔ اور یہ بھی پختون اب قوم پرستی اس حد تک تھی۔ دشمنی ہماری بھی ہے یہ ہر جگہ پر ہوتی ہے۔ ایک انجوں کے علاقے میں باقی قبائل کو جو کڑ پڑے ہوئے تھے وہاں غیبی کی پڑے ہوئے تھے یادوسرے پڑے تھے ایک انجوں پائپ لائن اُدھرنہیں دی گئی۔ وہ disputed ہو گئی۔ علاقے میرانہیں ہے لیکن میں بھی اس بلوچستان کا ہوں اس سرزمین کا ہوں۔ اس قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں کہ ایک سہولت ہے۔ اس چیز سے ہٹ کے کہ کس کی دشمنی کس کے ساتھ ہے۔ یہ ایک غریب، ایک چولھا، ایک جنگلات کی کٹائی کو روکنا۔ اس گیس سے جتنے قبائل محروم ہوئے ہیں ان سب تک یہ گیس پہنچائی جائے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! جو قرارداد پیش ہوئی ہے یقیناً یہ منصوبہ ماضی کی حکومت میں منظور ہوا تھا کوئی 15 سو میلن کا یہ پروجیکٹ تھا جس میں گلستان، قلعہ عبداللہ، چمن اور ان کے اردوگرد جتنے بھی گاؤں تھے سب کیلئے یہ منصوبہ منظور ہوا تھا۔ اور انشاء اللہ اسکا جس طرح منصوبے میں ہے۔ اس کا مرحلہ وار تماں گاؤں میں جتنی بھی آبادیاں ہیں ان کو گیس پہنچائی جائیگی۔ جہاں تک رہی میرے فاضل وزیر صاحب کی اُس کا ایک خاص چڑھتے ہے پشتوخواہی عوامی پارٹی سے۔ اور مجھے حیرت ہے کہ وہ ایک ایسی پارٹی سے متعلق وہ اپنے تعصبات خیالات کا انہصار کر رہے ہیں کہ جو ایک عوامی پارٹی ہے، جس نے عوام کیلئے جہد و جہد کی ہے، پشتوخواہی عوامی پارٹی نے۔ اُس کے قائدین خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی نے اُسکے لئے اپنی زندگی کے 32 سال جیل میں گزارے ہیں۔ اب مجھے حیرت ہے کہ جس کا ایک ذرائع معلوم نہیں ہے، جو ہر دوسرے سر بھجو دھوتے ہیں، وہ آج پشتوخواہی عوامی پارٹی پر تقدیر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب کو بار بار، وہ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں، اُس کو زیب نہیں دیتا۔ یہ ہاؤس ہے اُس کو بجائے اپنی کارکردگی پر سوچنا چاہیے کہ اپنی حکومت کی کارکردگی بتائیں۔ بجائے وہ اُس کے کہ وہ پشتوخواہی عوامی پارٹی یا قوم پرستوں کے خلاف تقدیر کریں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی: جناب اسپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ پشتوخواہی عوامی پارٹی سے اُس سے چڑھتے ہے۔ مجھے کوئی چونہیں ہے۔ اُس کے سارے قائدین ہیں میرے دوست ہیں دوسری بات یہ ہے کہ خالی ایوان میں کھڑے ہو کے باتیں کرنے سے کسی کا تعصب on ground ثابت ہے۔ میں ذمہ داری سے اس اسلیق پر کھڑے ہو کے کہتا ہوں کہ یہ تو گیس تھی یہ بہت بڑی سہولت تھی۔ ٹیلیفون کے ٹاورز جو لگائے جاتے ہیں، وہ بھی انہوں نے نہیں لگانے دیئے۔ جب اُس طرف سے پریشر آیا تو تب ایک ادھر لگا، ایک ادھر لگا۔ اور ہر چیز on ground پر آپ جا کے دیکھیں۔ کہ میں غبیزی نہیں ہوں وہ بھی میرے دوست ہیں وہ بھی میرے دوست ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سردار صاحب! ان باتوں کی بجائے ہم لوگ کارروائی کی طرف آجائیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوجی: یہ self explanation ہے اسپیکر صاحب۔ کسی کے ساتھ میری کوئی دشمنی نہیں ہے دوسری بات میں اسکی clear کروں کہ 32 سال نہیں خان صاحب 10 سال جیل میں رہے ہیں۔ اگر وہ اُس chapter کو چھیڑنا چاہتے ہیں تو اُس chapter کے بھی میرے پاس بہت مواد ہے ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ میں کسی کے ساتھ تعصب نہیں کرتا۔ میں نے ایک general بات کی ہے کہ وہاں کے علاقے کے لوگ محروم ہیں۔ حاجی محمد نواز صاحب بیٹھے ہیں وہ اس چیز کے گواہ ہیں۔ کہ وہ منصوبہ جو

انہوں نے بیڈی اے میں شروع کیا تھا پچھلے پانچ سالوں میں جو گلگت بلکشور کے انگریزوں تک جارہا تھا اس روڈ کا کیا حشر ہوا۔ حاجی محمد نواز اس چیز کے چشم دید گواہ ہیں اور میں ذمہ داری سے یہ بتیں کر رہا ہوں، باقی میرا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، نہ میری کسی کے ساتھ دشمنی ہے۔ میں قوم پرستوں کی بات کر رہا ہوں کہ انکی جتنی بھی قوم پرستی تھی وہ۔ باقی اس نے کہا کہ کہاں سے یہ پیدا ہوئے ہیں، ہمیں ووٹ دیا ہے، عوام نے ووٹ دیا ہے۔ میں اس چیز کا witness eye ہوں کہ یہ قوم پرستوں کو safe houses میں کس طریقے سے یہ knee-down ہوئے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہاں جنگل کوں کا جوڑا بیٹھا تھا۔ انہوں نے پچھلے ایکشن میں کیا ہوا یہ بھی تاریخ گواہ ہے۔ اور آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک واحد لاشریک تو اللہ کی ذات ہے، ایک واحد آدمی ان کا، دونوں قوم پرستوں کو ادھر موجود ہے باقی صفائیا ہو گیا۔ thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ دونوں تجربہ کار سیاستدان ہیں میں یہی بول رہا ہوں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ اس حد تک نیچے گر گئے ہیں کہ ایک عظیم ہستی کے متعلق اس کے الفاظ کی میں سخت نہ مرت کرتا ہوں۔ خان شہید خان عبدالصمد خان اچکزئی اس خطے کے، بر صیر کے وہ ایک عظیم رہنمائی۔ جنہوں نے اپنی زندگی کے 32 سال جیل میں گزرے تھے۔ ان کی باتوں سے ان کی حیثیت کم ہو گی نہ ان کا مرتبہ کم ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ان باتوں سے گریز کریں آئندہ ایسی باتیں نہ کریں۔ اور یہ ہاؤس ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو اس کے مੁنہ میں آئے وہ کہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: زیرے صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ دونوں تجربہ کار سیاستدان ہیں۔

وزیرِ حکومتہ سائنس و فنا ریشنس میکنالوجی: آپ اس دوست کو سمجھا دیں دھمکی کسی اور کو دیں کہ نہ بولا کریں۔ یہ جمہوریت ہے مجھے بولنے کے حق ہے۔ وہ اپنے الفاظ اپنی حد تک رکھیں۔ (مداخلت۔ شور)

جناب قائم مقام اسپیکر: Order in the House کھہتے ان صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں زیرے صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ قرارداد کی طرف آتے ہیں سب بیٹھ جائیں۔ قرارداد پر مختصر دو دو منٹ اگر کوئی بات کرنا چاہتا ہے جی انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ تشریف رکھیں قرارداد کی طرف آتے ہیں سب بیٹھ جائیں۔

جناب انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیرِ حکومتہ زراعت و کاؤپریویز): قرارداد پر آئیں، سب بیٹھ جائیں۔

حاجی نواز صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اسکے بارے میں آپ کو تھوڑا اسایتا دوں۔ جب 2008ء میں ہم لوگ منتخب ہوئے تھے تو اس حوالے سے میں نے خود اس وقت پرائم مفسٹر یوسف رضا گیلانی صاحب تھے تو میں

ایک درخواست اپنے حلقت کے حوالے سے لے کر گیا اور میں نے کہا کہ تحریک قلعہ عبداللہ کو جو غورم زئی کے سامنے ڈال دیا اور پیشین کے سامنے ڈال دیا۔ اسے انگوکیس آسانی سے ملے گی۔ تو اس میں کچھ احکامات انہوں نے جاری کیے یہاں میں آیا جو کوئی کسوئی گیس کا جو فترت ہے، وہاں ایک پی سی و ان بھی بنا، ایک نقشہ بھی بنا۔ پھر حاجی نواز صاحب بھی اس وقت MPA تھے ان کی بھی خواہش تھی کہ ہم گلستان کو بھی اس کا حصہ بنالیں۔ تو اچھی بات تھی کیوں کہ ہمارے قلعہ عبداللہ جو تین تحریکیں پر تھا۔ چمن بھی تھا، چمن تک نہیں جاسکتا تھا تو اس لیے ہم نے دونوں ڈال دیے اس وقت 35 کروڑ روپے قلعہ عبداللہ کا estimate بن گیا تھا۔ تو میں نے حاجی نواز صاحب سے کہا کہ پہلے قلعہ عبداللہ کو کرتے ہیں پھر گلستان کو۔ تو حاجی نواز صاحب نے بھی کچھ ایریارہ کرنے تھے گلستان کا، پھر وہ بھی ڈال دیا۔ یہ اس وقت کا منصوبہ ہے، حاجی نواز صاحب نے اپنے گلستان کے لیے کہ ہم نے بھی قلعہ عبداللہ کی کیں۔ پھر وہ estimate کچھ زیادہ بن گیا پھر وہ ہماری گورنمنٹ کا وقت بھی گزر گیا۔ تو پھر وہ چیز رہ گئی۔ اور وہ جو رہ گئی پھر جو کچھ حکومت نے کوئی کوشش نہیں کی۔ تاریخ ایک چیز ہوتی ہے، تاریخ اگر میں ابھی کہہ دوں کہ خان عبدالغفار خان نے 60 سال جیل میں گزارے ہیں تو وہ تو تاریخ ہوتی ہے تاریخ سب کو پتہ ہے کہ کس نے کتنے سال گزارے کس نے کتنے سال گزارے۔ اگر میں کہوں کہ جی یہ پیسے میں نے لائے اور میں غلط کہہ دوں اور کل یہ کہہ کہ یہ پیسے کل کسی اور نے لائے ہیں۔ اور یہ تو تاریخ ہے اور ریکارڈ ہوتا ہے ریکارڈ پڑا ہوتا ہے۔ یہ اس وقت کے پیسے تھے جو رہ گئے پھر وہ پیسے کا estimate اتنا زیادہ ہو گیا کہ شاید جو federal government تھی، اس نے گیس کے لیے وہ نہیں کر سکا کہ دونوں تحریکیں کو ایک ہی جگہ دے دیں۔ تو پھر حکومت بھی ہماری آخری تھی۔ اور ہم چاہتے تھے کہ گلستان کو اور قلعہ عبداللہ دونوں کو یہ گیس مل جائے۔ یہ ہمارے عوام ہیں وہ گلستان سے منتخب ہوا تھا اور میں قلعہ عبداللہ سے منتخب ہوا تھا۔ تو ہمارے دونوں کی یہ خواہش تھی کہ ہمارے عوام کو یہ گیس ملے۔ لیکن نہیں مل سکی یا حکومت ختم ہو گئی یا وہ پیسے اتنے زیادہ بن گئے یہ ہوا۔ لیکن جب کچھ حکومت آئی۔ جس طرح ہماری پشتونخوا پارٹی، نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ کی ایک مشترکہ گورنمنٹ بنی انہوں نے یہ estimate کے صرف ایک گاؤں تک یا ایک محلہ تک محدود رکھا۔ یہ تو سب گواہ ہیں کہ اگر میں غلط کہہ دوں تو مجھے جواب دے دیں وہ پاسپ لائن میں بیٹھ کے یہی پیسے تھے یہی ہمارے پورے گلستان کے تھے پورے قلعہ عبداللہ کے تھے۔ اور یہ چیز پھر یہاں ایک گھر تک محدود رہ گئی۔ پھر درمیان میں ان کا گاؤں تھا نواز صاحب کا یا کوئی دوسرے گاؤں تک انہوں نے اٹھ کر کہا کہ جی ہمیں کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ ابھی ادھر راستے میں ہمارے گاؤں آرہے ہیں۔ تو کم سے کم ہمیں تو supply دے دیں۔ لیکن پھر پانچ سال میں وہ منصوبہ بھی نہ

ہوا۔ تو ابھی نواز صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے، بالکل میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ یہ ہونا چاہیے کہ اگر ہم یہاں سے ہماری صوبائی حکومت مل کے انشاء اللہ میرے سارے colleagues جام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، بلوچستان کے جن districts میں سوئی گیس نہیں ہے پہلے ہمیں اپنی چاہیے۔ ہم بلوچستان سے ہمارا زیادہ تر حصہ جو سوئی گیس ہے جو ہماری natural gas ہے یہ پنجاب جاری ہے۔ پنجاب کو سب سے پہلے میں 1950ء میں یہاں اگر گیس نکلی ہے تو ہمارے کوئی کوب ملی یہی تو ظلم ہو رہا ہے ہم یہی کہتے ہیں کہ بلوچستان کے ساتھ جو محرومیاں ہیں ان کو دو کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ گیس اگر یہاں سے نکلتی ہے تو پہلے بلوچستان کے عوام کا حق اُس پر بنتا ہے۔ اگر ہماری minerals یہاں سے نکلتی ہے، سونا یہاں سے نکلتا ہے، پہلے ہمارا حق بنتا ہے پھر پنجاب کا بنتا ہے پھر سندرھ کا بنتا ہے۔ نہیں ہمیں وہ چیز پہلے پنجاب، سندرھ اور پختونخوا کو دیا گیا پھر ہمیں اور ابھی ہم یہاں 50 کلو میٹر ہماری تھصیل 50 کلو میٹر پر ہے۔ ابھی تک ہمیں گیس نہیں ملی ہے۔ یہ کون سی صدی ہے آپ خود دیکھ لیں اتنا ظالم ہو رہا ہے 1950ء میں بلوچستان سے گیس نکلی ہے اور ابھی تک ہم قلعہ عبداللہ محروم اس سے محروم ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ بھی غلط منصوبہ تھا جو کچھ لی گورنمنٹ کا تھا انہوں نے اپنی ذات تک محدود رکھا۔ یہ ذات تک نہیں ہونا چاہیے۔ ادھر اگر کوئی منتخب نمائندہ آتا ہے وہ پھر جب منتخب ہوتا ہے تو سب کا کام ہوتا ہے۔ تو یہ پوری دو تھصیل کی ہے۔ جس میں قلعہ عبداللہ اور گلستان بھی ہے۔ تو میں تو کہتا ہوں کہ اس پر میرانام بھی ڈال دیں۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے اور مشترکہ قرارداد بنائی جائے۔ اور اس گیس کی سپلائی قلعہ عبداللہ اور گلستان کو ملنی چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ اچنر کی صاحب۔ جی مٹھا خان صاحب!

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر حکومت امور حیوانات و ذریعی ڈولپمنٹ): جناب اسپیکر! یہ ہونا چاہیے اور جو لوگ آگے راستے میں آتے ہیں سب کو ملنی چاہیے۔ صرف ایک گھر تک نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ بہت بڑا علاقہ ہے میں نے خود دیکھا ہے۔ تو یہ سب لوگوں کو دینی ہے آگے جو گاؤں پڑے ہوئے ہیں ان کو دیں میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ مٹھا خان صاحب۔

جناب ملکھی شام لعل: یہ سب کا بنیادی حق ہے اسکی ہم حمایت کرتے ہیں گیس کی تقسیم کو برابری کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ جبکہ ہمارے districts میں بھی گیس نہیں ہے مہربانی کر کے گورنمنٹ اس پر بھی توجہ دے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ آیا قرارداد نمبر 18 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ ملک نصیر احمد شاہ ولی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 21 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 21

ملک نصیر احمد شاہ ولی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ ملک کے دیگر صوبوں میں عمر کی بالائی حد میں مزید تین سال کی خصوصی رعایت دی گئی ہے۔ لیکن بلوچستان میں تاحال عمر کی بالائی حد میں خصوصی رعایت نہیں دی گئی ہے۔ چونکہ ملک کے دیگر صوبوں کی نسبت صوبہ بلوچستان میں پیروزگاری کی شرح زیادہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہزاروں تعلیم یافتہ نوجوان جو عمر کی بالائی حد cross کرچے ہیں۔ اس لیے روزگار کا حصول انکے لیے ناممکن ہو گیا ہے اور ان میں حساس محرومی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملک کے دیگر صوبوں میں عمر کی بالائی حد میں دی جانے والی خصوصی رعایت کے پیش نظر صوبہ کے پیروزگار افراد اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے عمر کی بالائی حد میں مزید تین سال کی خصوصی رعایت دینے کو قیمتی بنائے۔ تاکہ ان میں پیروزگار افراد تعلیم یافتہ نوجوانوں میں پائی جانے والی احساس محرومی اور بے چینی کا خاتمه ہو سکے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: محرک اس کی admissibility کی وضاحت کریں۔

ملک نصیر احمد شاہ ولی: شکریہ جناب اسپیکر۔ بات دراصل یہ ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران میرے خیال میں اُس وقت کہا یہ جا رہا تھا کہ صوبے میں 33 ہزار پوٹھیں ایسی ہیں جن کو fill کرنا تھا لیکن وہ پانچ سال جب گزر گئے تو اُسکے بعد جب government caretaker تین ماہ کے لیے آگئی تو اُس نے بہت جلدی کوشش کی اور اُس وقت میرے خیال میں 1500 پوٹھیں بہت پہلے ہی announced جو ہو چکی تھیں، اُن پرانہوں نے کچھ لوگوں کی بھرتیاں بھی کیں۔ ایک تو یہ ہے وہ جو بھرتیاں اُس وقت ہوئی تھیں، وہ بھی شفاف طریقے سے نہیں ہوئیں جن کا میں نے پہلے بھی ذکر کیا۔ لیکن چونکہ اس وقت جو عمر کی بالائی حد ہے، اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس سندھ گورنمنٹ کا ایک نوٹیفیکیشن پڑا ہوا ہے جس کے آخری پیرے میں، میں پڑھ کر سناؤں گا۔ جناب اسپیکر! تین ماہ پہلے میں نے جام صاحب کو ایک بندے کا جو محکمہ agriculture میں ڈوڑ رکیز ہے، جس کی عمر صرف تین ماہ زیادہ ہے۔ ایک letter ڈیا تھا۔ لیکن آج بھی وہ مختلف department کبھی چیف سیکریٹری کے پاس جاتا ہے تو کبھی وہ والپس S&GAD تو کبھی CM کی سکریٹریٹ، ایسے بہت سارے لوگ ہیں میرے خیال میں جو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران جن کی عمر میں وہ اُس حد کو cross کرچکی ہیں دوسرے صوبوں میں خصوصاً سندھ کا notification تو میں نے اپنے ساتھ لا یا ہے

اس کی فونٹو کا پیار بھی میں چاہتا ہوں کہ table کی جائیں اور ان کو property of the house بنادیں۔ تو اس میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں میں یہ پیراپڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ ہاں بس ٹھیک ہے حکومت کی طرف سے جب اس کی حمایت ہے تو میں چاہتا ہوں ایسے ہزاروں لوگ ہیں جو آج چاہتے ہیں کہ یہ جو عمر کی بالائی حد ہے جس طرح سندھ نے اپنے لوگوں کو پندرہ سال تک کی رعایت دی ہے سوائے ان لوگوں کے جو پولیس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو combined competitive examination، پلک سروں کمیشن یا CSS کے جو لوگ ہوتے ہیں، وہ نہیں ہیں۔ باقی تمام departments کو انہوں نے یہ رعایت دی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام کو بھی یہاں بیروزگاری اُس سے بہت زیادہ ہے خشک سالی بھی ہے قحط سالی بھی ہے۔ اور گز شستہ پانچ سالوں میں جو بھرتیاں نہیں ہوئی ہیں ان کو بھی fulfill ہونا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ یہ پندرہ سال کی رعایت جو سندھ اور دیگر صوبوں کو مل چکی ہے بلوچستان کو بھی دیا جائے۔ شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی احمد نواز صاحب! آپ بات کریں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ ہماری آئندہ نسل جو آرہی ہے، اُس کو ایک relief ملے۔ اگر ہماری موجودہ گورنمنٹ عمر کی بالائی حد کو اپنی ترجیحات میں رکھ کر ان کو عمر کی relaxation دی جائے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: اس قرارداد کی ہم سب کو پتہ ہے بلوچستان میں جس طرح بیروزگار نوجوانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اس سے پہلے firstly میں نے اپنی meetings میں یعنی ہم نے اجلاس میں highlight کیا تھا جس میں میں نے یونیورسٹیوں کے اسٹوڈنٹس کا ذکر کیا تھا۔ جس میں، میں نے خضدار ان جینریٹر نگ یونیورسٹی کے لڑکوں کا ذکر کیا تھا بولان میڈیکل کے اب ان کے لیے jobs کبھی بھی creat نہیں ہوتیں ان کی عمریں گزر جاتی ہیں۔ اگر کئی پر PCS کا آجائے ہیں تو اس میں competitive exam میں ظاہر ہے بڑی limited positions ہوتی ہیں۔ تو بالکل یہ قرارداد تمام بلوچستان کے نیچے اور نیچیوں کے لیے ہے کہ relaxation age میں دینی چاہیے۔ اور میرا خیال ہے حکومت bench بھی ہمارے ساتھ اس کی بھرپور حمایت کریں گے thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ میدم۔ جی زیرے صاحب آپ!

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اپسکر! ملک صاحب کی جو قرارداد ہے یقیناً یہ بروقت بھی ہے اور اہمیت کی حامل بھی ہے۔ اور یقیناً بہت سارے نوجوان جن کی عمر 40 سال ہیں، انکاروزگار کا مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے۔ پھر overage ہو جاتے ہیں تو میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت فوری طور پر ایک notification جاری کرے۔ اور جو قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے اُس کے مطابق عمر کی بالائی حکم سے کم 43 یا 45 سال رکھی جائے thank you very much

جناب قائم مقام اپسکر: جی شکریہ زیرے صاحب۔ جی حکومت کی طرف سے اگر کوئی بات کرے۔ میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اپسکر! شکریہ، یہ جو قرارداد آئی ہے جو نوکریوں کے حوالے سے ہماری حکومت جب آئی، تو دوسری یا تیسری cabinet meeting کی میں ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جو بلوچستان کی اسامیاں جو پچھلی حکومت نے پڑھیں کیے ہیں ان کو فوری طور پر ہم پُر کریں۔ اور جو میرٹ کی پامالی ہوتی رہی ہے، مختلف شکایات موصول ہوتی رہی ہیں۔ اُس حوالے سے کھیتران صاحب نے پہلے بھی بات کی، بڑی تفصیل میں، کہ حکومت نے ایک شکایتی سیل بنایا ہے کہ جس جس کو جوشکایت موصول ہو، تو وہ جا کے اپنی کوئی committee ہو اور اُس کو اپنی شکایت درج کرے اور اُس کو relief ملے۔ دیکھیں! ہم حکومت ہمیں پتہ ہے کہ بلوچستان میں پروگرام کا بہت بڑا ایک سلسلہ ہے۔ اور یہاں تقریباً لاکھوں کے قریب ہمارے نوجوان ڈگریاں ہاتھوں میں لے کر پھر رہے ہیں۔ اور ہم اس چیز کا بھی ادراک رکھتے ہیں کہ صرف حکومت اتنی نوکریاں نہیں دے سکتی اُس حوالے سے ہم نے وفاقی حکومت سے بھی بات کی ہے۔ پچھلے دنوں یہاں وفاقی وزیر خزانہ تشریف لائے تھے۔ تو وہاں پر سی ایک صاحب نے ایک meeting کی۔ اُس meeting میں یہ فیصلہ ہوا کہ گودار میں ایک ٹپ بریکنگ یارڈ بھی بنائیں گے جس کی وجہ سے تقریباً کوئی 20 سے 25 ہزار کے قریب نوکریاں ملیں گی۔ اور اسی طرح ہم وفاقی حکومت سے ضرور رابطہ کریں گے۔ جو ہماری نوکریاں وفاق پر due ہیں کوئی 6% کوٹھ کو اگر implement کریں تو تقریباً کوئی 18 سے 20 ہزار job وفاق پر ہو گی جو بلوچستان کو اُس نے دینی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہو گی کہ اُس کو ہم لیں اسی طرح ہم نے Chinese حکومت سے بھی رابطہ کیا اسی پیک کے through کہ ہمارے مختلف یہاں پر economic zones بنادے اُس میں بستان سرفہrst ہے Chinese سے ہم نے کہا ہے کہ ہمیں جو ہے وہ assistance دے بلکہ بجائے ہم اُس کا developed کرنے کے ہم اُس کو بستان کے جو ہزار ایکڑ ہے ہم خود developed کر کے اپنی industry یہاں shift کریں تاکہ ہمارے بلوچستان میں

روزگار کے اور زیادہ موقع پیدا ہوں۔ اسی طرح ہم چار ہے ہیں کہ حب میں بھی جو لیدا ہے اُس extend کریں تاکہ مزید فیکٹریاں آ جائیں اور بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار مل جائیں۔ تو ہماری حکومت کی priority ہے کہ جس طرح بھی ہوا سی طرح fisheries کو ہم develop کر رہے ہیں، اسی طرح ہم agriculture کو develop کر رہے ہیں تاکہ ہمارے ہاں روزگار کا مسئلہ کسی حد تک ہم اُس پر قابو پالیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملیں۔ تو اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ قرارداد public importance کی ہے تو ہم اپوزیشن کو بھر پور support کریں گے اور ہم یہ کوشش کریں گے کہ جس حد تک ہم اپنے نوجوانوں کو relief دے سکتے ہیں اُس حد تک ہم جائیں گے انشاء اللہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ بلیدی صاحب۔ جی کھیتان صاحب۔

وزیرِ حکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ولیفیسر: جناب اسپیکر! شکریہ۔ جیسے پہلے میں نے کہا بچپن کی ایک مثال دی کہ جی وہ کہتے تھے کہ تم سوچو میں اس کا بتاؤ پھر وہ ایک figure سوچتا تھا اور اس کا جواب دے دینے تھے۔ ملک صاحب اگر اپنی قرارداد واپس لیں تو میں ان کو خوشخبری دے دیتا ہوں۔ اچھی خوشخبری دیتا ہوں۔ وعدہ رہا میرے قائد نے فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ اس قرارداد سے پہلے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جیسے سندھ میں نوٹیفیکیشن ہوا۔ تو میں اپنے قائد کے behalf پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ پانچ سال مزید ہم 43 کی حد تک ہم age relaxation کر رہے ہیں۔ اور اسیں دو چیزیں cover ہو رہی ہیں۔ ایک تو وہ لوگ جن کو خدشات تھے کہ جی وہ جو ٹیکسٹ و انٹر یو ز ہوئے ہیں ان کی age بھی cover ہو رہی ہے اور نئے لوگوں کے لئے بھی یہ ہماری حکومت کا ایک غریب ملا کی حکومت کا یا آپ لوگوں کو ملا نظر آتا ہے لیکن یہ پہنچا ہوا ہے تو اس کی طرف سے یہ بلوچستان کے لوگوں کو نوجوانوں کو ایک تھفہ ہے۔ (ڈیک بجائے گئے)

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اس نے realize کیا لیکن یہ ایک قرارداد جب منظور ہو گی تو نوٹیفیکیشن کو بھی پہیہ لگ جائیں گے اور نوٹیفیکیشن بھی جلدی ہو گا۔ میں گزارش کروں کہ آپ قرارداد کو منظور کر دیں۔ پھر اس کے بعد ہم اس کے نوٹیفیکیشن کو خوش آمدید کہیں گے thank you as simple as condition ہے نہیں۔ ہم نے 43 سال کی حد معزز زایوان ہے اور ماشاء اللہ سب منتخب ہو کر آئے ہیں بڑی بڑی ہمتیاں ہیں۔ تو میں نے اپنے قائد کی طرف سے ایک تھفہ دیا ہے۔ تو اس میں وہ as simple as condition ہے نہیں۔

مقرر کر دی ہے۔ علاوہ فورسز کے جو فورسز میں جاتے ہیں ان کا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ پولیس ہے، ایف سی، چچا کا وعدہ ہے آپ اپنی قرارداد واپس لے لیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی اختر حسین صاحب۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! بات دراصل یہ ہے کہ یہاں ہم اسمبلی میں تمام معزز اراکین چاہے ٹریڑری پیچر سے ان کا تعلق ہو یا ہماری اپوزیشن سے یہاں قطعاً ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم point scoring کے لئے معاملات کو اٹھا کر لاتے ہیں۔ یہاں جو بھی تحریک التوا ہو کوئی قرارداد ہو کوئی call attention ہو یا کوئی question ہم اسمبلی فلور پر لاتے ہیں۔ اُس میں قطعاً ہمارا یہ مقصد نہیں ہوتا تمام ممبران کا کہ اُس میں ہم point scoring کریں یا اُس پر ہم سیاست کریں۔ ہمارا مسئلہ basically یہ ۶۵ کا جو ایوان یہاں موجود ہے۔ ان سب کا basically اس ایوان میں آنے کا یہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں کو ایڈریس کریں ان کے مسائل کے حل کی طرف جائیں اور ان کو ہم کسی نہ کسی طریقے سے ریلیف پہنچانے کی ہماری کاوشیں ہیں، اُسکے لئے ہم کام کرتے ہیں۔ جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ جام صاحب نے اس پر فیصلہ کر لیا ہے۔ جام صاحب فلور پر نوٹیفیکیشن کا اعلان کر دیں میرے خیال میں پھر اس قرارداد پر ووٹگ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ہم اس پر زیادہ زور نہیں دیں گے۔ اگر فلور پر ایک ذمہ دار منشہ صاحب نے اور جام صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ ہمارا مقصد بھی basically اس قراردار کو لانے کا یہی تھا کہ ہم اپنے لوگوں کو ریلیف دیں۔

وزیری حکماء علیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! حکومتی پیچر اور اپوزیشن اس قرارداد پر متفق ہیں۔ اور حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ age limit 43 تک لے جائیں گے۔ میرے خیال میں اس پر مزید بحث کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ براہ مہربانی اس کو منظور کریں بعد میں اس پر مزید کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک صاحب! آپ قرارداد واپس لینا چاہیں گے۔ حکومتی یقین دہانی پر یا قرارداد منظور کی جائے؟

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: جناب اسپیکر! جس طرح اختر حسین نے کہا کہ ہمارا مقصد کوئی point scoring نہیں۔ جام صاحب yes کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ آیا قرارداد نمبر 21 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب شام لعل اور محترمہ شاہینہ بی بی، ارکین اسمبلی آپ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 22

پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 22

جناب نصراللہ خان زیرے: ہرگاہ کہ صوبے کے عوام کی معلومات تک رسائی، شفاف طرز حکومت، ماحولیات کی حفاظت اور حکومتی اخراجات میں کمی ناگزیر ہو چکی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ خبر پختونخوا اسمبلی کے طرز پر بلوچستان صوبائی اسمبلی کو Assembly E. قرار دینے کیلئے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دے کر فنڈ ریمنٹس کے جائیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ خبر پختونخوا اسمبلی کے طرز پر بلوچستان صوبائی اسمبلی کو Assembly E. قرار دینے کیلئے فوری ایک کمیٹی تشکیل دے کر فنڈ ریمنٹس کرے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! Assembly E- ہم پچھلے دنوں گئے تھے ابھی پہلے پشاور گئے خبر پختونخوا کی اسمبلی گئے ہم نے دیکھی۔ تو وہ پاکستان کی پہلی اسمبلی ہے کہ اُن کی تمام کارروائی کمپوٹرائزڈ ہے۔ ہر مرد کے سامنے اُس کا کمپوٹر لگا ہوا ہے اور اُس کے سامنے اُرودا اور انگلش میں اسمبلی کی روزمرہ کی کارروائی ہوتی ہے چاہے وہ سوالات و جوابات ہوں چاہے وہ قرارداد ہوں، چاہے تحریک التواہوں، چاہے دوسرے جو معاملات ہیں وہ سب آپ کے سامنے کمپوٹر پر ہوتے ہیں۔ اور ایک Click کرنے سے آپ کے سامنے تمام کارروائی آ جاتی ہے۔ اور اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ پوری اسمبلی ایک لحاظ سے ابھی ہمارے تمام کے سامنے جتنے بھی معزز ممبران ہیں، یہ کاغذات کے بندل پڑے ہوئے ہیں۔ ہر روز جو کارروائی ہوتی ہے، اُس پر ہزاروں، لاکھوں روپے کا غذات کی مد میں خرچ ہوتے ہیں۔ اور آپ یہ سن کر جیران رہ جائیں گے کہ خبر پختونخوا اسمبلی والوں نے بتایا کہ ایک سال میں ہم نے صرف ان کا غذات جو ہم لوگ کارروائی چھاپتے ہیں اُس کی مد میں ہم نے کوئی 65 لاکھ روپے بچائے ہیں۔ اگر اسمبلی کی پوری کارروائی کمپوٹرائزڈ ہوں تو آپ کی جو اسمبلی Paperless ہوگی۔ کوئی بھی کاغذ استعمال نہیں ہوگا اس کیلئے سب چیزیں آپ کے سامنے کمپوٹر میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر تمام حکومتی جوڑی پارٹنر شپس ہیں اُس میں بھی آپ کی E- حکومت کا یا کمپوٹر سسٹم اپنا کیں، تو آپ کو سالانہ کروڑوں روپے بچ جائیں گے۔ بڑے بڑے پلنڈے کا غذوں کے بڑے بڑے نوٹیفیکیشن وہ فائل بنتی ہیں، سمیاں ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں وہ کاغذ کہاں سے کہاں جاتا ہے۔ تو ایک لحاظ سے آپ کو کاغذات سے بھی بچت ہو جائیگی اور ماحولیات پر بھی اس کا اثر پڑے گا بچت میں بھی کمی ہوگی کاغذ لیس بھی ہوگی وقت بھی ضائع نہیں ہوگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یا اگر، اس سے پہلے ہم نے ایک سسٹم کیلئے بڑی تگ و دوکی۔ کہ ماہیک سسٹم

ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ اب مجھے اُمید ہے کہ حکومت کم از کم آنے والے بجٹ میں PSDP میں یہ رکھیں گے۔ یا اب اعلان کریں گے۔ آج سے تقریباً دو سال قبل خیر پختونخوا اسمبلی کے اس سسٹم پر تقریباً 8 کروڑ روپے خرچ آیا تھا۔ اگر ہم تمام ممبران کے سامنے کمپوٹر ہو گا تو ایک click کرنے سے ہم اپنی تمام کارروائی اور گزشتہ کارروائی بھی نکال سکیں گے۔ اب اگر ہمیں ایک سال پہلے کی قرارداد کی ضرورت ہوتی ہے کسی تحریک التوا کی تو پھر اسمبلی سیکرٹریٹ کو درخواست دینے گے وہ پھر کافی نہ زد ڈھونڈ دیں گے۔ لیکن اگر آپ کے سامنے کمپوٹر ہو گا۔ تو وہ سارا ریکارڈ ہو گا۔ صرف یہ نہیں اگر آپ اسکو publish کریں گے تو تمام عوام کو پتہ چل جائے گا کہ آج کی اسمبلی کی کارروائی میں کیا کیا ہوا تھا اور کون سے عوامی issues پر ممبران بولے تھے۔ تو انکی بھی دلچسپی ہو جائیگی۔ اور عوام تک رسائی بھی مل جائیگی۔ کہ ہم اپنے معزز ممبران کی اسمبلی کی کارکردگی بھی دیکھ سکیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اگر اعلان کرے آج اور TA منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ اعلان کریں کہ وہ اس اسمبلی کو بھی thank you E.Assembly بنائیں گے۔ تو ہمیں خوشی ہو گی اور ہم اپنا سسٹم بھی ٹھیک کر سکیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ۔

جناب ملکھی شام لعل: جناب اسپیکر! ہم KP اسمبلی کے visit پر گئے تھے جہاں paper-less system کو ہم لوگوں نے دیکھا۔ جناب والا E.Assembly نہ صرف عوام اور حکومت کے درمیان رابطہ مضبوط کرتی ہے بلکہ عوام کا بھروسہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ عوام جمہوری اداروں کے کام سے باخبر رہتے ہیں جس سے جمہوریت مستحکم ہوتی ہے۔ حکومتی اخراجات میں نمایاں کمی ہوتی ہے۔ جس طرح KP کی اسمبلی نے صرف بجٹ کے پیسوں کی مدد میں 65 لاکھ روپے سے زائد بچت کی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ہمیں بھی اپنی اسمبلی میں کوشش کر کے اس چیز کو improvement کرنا چاہئے۔ میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں ایوان سے بھی کہ وہ اس سسٹم کو لا کیں تاکہ ایک تو سسٹم paper less ہو جائیگا دوسری ہماری بچت بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو جائے گی۔ تو لہذا میں ایوان سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو منظور کر کے فوری نافذ کرے۔ مہربانی

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔ سردار صاحب! آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر مکمل سائنس و انفارمیشن ٹکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر: جناب اسپیکر! شکر یہ۔ چونکہ یہ قرارداد میری related Portfolio سے ہے۔ تو یہاں میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ اچھی قرارداد ہے۔ یہاں پھر وہی بات آ جاتی ہے وہ سوچ رہے ہیں اور ہم کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اچھا آپ کے دل میں پہلے سے یہ قرارداد ہے۔ وزیرِ محکمہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپلیشن و لیفیسر: جناب اسپیکر! جیسے وہ دل میں سوچتے ہیں وہ ہم پہلے کر لیتے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے دل میں رہتے ہیں۔ اندر سے خرچھرالیتے ہیں جیسے حدیث ہے وہ جنات جب وحی آتی تو وہ راستے میں چرا لیتے تھے۔ تو شاید انکے کوئی پہنچا ہوا میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جہاں پہ ملک صاحب اس کے ساتھ والی کرسی پر۔ آپ تو میرے بھتija ہیں آپ کے والد بھی میری جان تھیں تو میری جان ہو۔ وہ کہتے ہیں آج جو مانگو گے وہ ملے گا۔ تو آج کا دن دینے کا ہی دینے کا۔ تو جہاں تک IT کا سوال ہے۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلا تھا تو ہمارے سدن کمان جن کے بارے میں ہمارے فاضل دوست پتہ نہیں کچھ بول رہا تھا۔ ہم اُن کو سیلوٹ پیش کرتے ہیں کہ اُن کی کاؤشوں سے 2014ء سے ایک منصوبہ تھا سیف سٹی کوئی کا وہ آتے آج تک pending تھا۔ اور اس ملّا کوشاباشی دینی چاہئے کہ اُس نے approve کر دیا اور sign ہو گیا۔ کوئی سیف سٹی کا 2/arb 28 کروڑ روپے کا پراجیکٹ ہے۔ sign ہو کر دیا گیا ہے کنٹریکٹ award کر دیا گیا ہے اور یہ بھی اس حکومت کو اور چیف منسٹر کو credit جاتا ہے۔ میرے خیال میں انکو appreciate کرنا چاہئے تالیاں بجائی چاہئیں کہ یہ ہمارا شہر ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) دوسرے لیوں پر ہم جا رہے ہیں IT کی related گوادار۔ وہ بھی انشاء اللہ دو چار ماہ میں award ہو جائے گا۔ اور وہاں بھی شروع ہو جائے گا تیرے اسٹچ میں ہم جا رہے ہیں ڈویژن ہیڈ کوارٹر جتنے بھی ہیں ہمارے، اُن کو سیف ڈسٹرکٹ ڈویژن declare کر کے ہم وہاں بھی کیمرہ اور سروائیلنس سسٹم لگائیں گے۔ تاکہ یہ جو کراہنگر ہوتے ہیں وہ کم سے کم ہوں۔ چوتھے اسٹچ میں ہم ڈسٹرکٹ لیوں پر جا رہے ہیں یہی پروگرام لیکر۔ اب بیروزگاروں کیلئے ہم کیا کر رہے ہیں IT میں۔ اب میں آتا ہوں E. filing پر۔ بیروزگاروں کیلئے IT village کوئی میں بنارہے ہیں اور اُس کی زمین کیلئے ہمارا سلسلہ چل رہا ہے۔ پیسہ مختص ہے پچاس کروڑ روپے اُس میں ہیں۔ انشاء اللہ وہ بھی جلد اس صوبے کے بیروزگاروں کے لئے وہاں village IT بنائیں گے۔ لوگوں کو skilled کریں گے اور وہ self sufficient ہونگے اُن کو یہ جو لوکل گورنمنٹ، فناں اور فلاں کے دروازے پر کھڑا ہونا پڑتا ہے، وہ اُس چیز سے نکل آئینگے۔ skilled آ جائیگی۔ ہمارے اپنے ہی skilled لوگ اپنے ہی صوبے میں خدمات دینگے۔ اور بیروزگاری ختم ہو گی۔ تو وہ بھی منظور شدہ ہے انشاء اللہ اس بجٹ میں اور ہم اُس پر بہت جلد کام شروع کریں گے۔ آج کا دور جو جدید دور ہے ٹیکنالوجی کا دور ہے ہم نے سیکرٹریٹ میں کیمرے لگادیے

ہیں۔ سارا سلسلہ ہو گیا ایک سینئنڈ میں یہ بھی ہمارے اس قائد کی سوچ ہے اور اس سوچ کو ہم عملی جامعہ پہنارہ ہے ہیں۔ ای فائلنگ میں ہم جا رہے ہیں۔ جو وہاں ایک فائل اٹھا کے کہ نمبر لگاؤ فلاں کرو ادھر سے ادھر لے جاؤ۔ پنجاب نے ای فائلنگ کر دی ہے اُسی پر ہمارا کام ہورتا ہے اور دو تین ماہ میں انشاء اللہ، ہم اس کو بھی ای فائلنگ میں جا رہے ہیں۔ یہ تو سیکرٹریٹ یوول پر پھر اس کا آگے ہم دائرہ بڑھا کریں گے۔ اب آتے ہیں ہم آپ کے اس معزز زایوان جو سب سے بالاتر ہے۔ اللہ کی ذات بالاتر ہے اُس کے بعد آئیں ہے اور یہ یہ ادارہ ہے جو آئیں کو ایک شکل دیتا ہے۔ پہلے شاید E پر کچھ و کتابت ہوئی میڈم راحیلے کے دور میں اور پھر قدوس کے دور میں۔ لیکن وہ پرانی حکومتیں خالی جیسے میں نے کہا توں کی حد تک توز برداشت تھیں عملاً کچھ بھی نہیں تھا۔ تو وہ منصوبہ آج انشاء اللہ ابھی میرے قائد نے کہا ہے اور آج پھر ہم کو کہہ رہے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے میں خود بھی اس کی شکایت کرنے لگا تھا کہ کرسی ٹیڑھی ہے یا میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو عجیب لگتا ہے کہ گرنے لگا ہوں تو آئیں آپ کا یہ جو کارپٹ پڑا ہوا ہے پتہ نہیں کتنے سالوں سے ہے اس کے نیچے پتہ نہیں جرا شیم اور مٹی کی کتنی بڑی تھی تھے ہو گی۔ تو میرے قائد نے فرمایا ہے کہ ہم ٹول اسکے فرنچر کیلئے بھی آپ کو اور ساؤنڈ سسٹم کیلئے بھی آپ کو اور یہ بڑی اچھی تجویز ہے قرارداد کی ضرورت نہیں ہے پوائنٹ اسکورنگ کی میں بات کسی کی نہیں کرتا ہوں یہ بڑی اچھی تجویز ہے اس میں قرارداد کی ضرورت نہیں تھی یہ مجھ سے رابطہ کر لیتا میں اس کو مطمئن کر لیتا یہ میرے قائد سے رابطہ کر لیتے وہ مطمئن کر دیتا۔ انشاء اللہ بہت جلد ہم اس کا فنڈر ریلیز کر رہے ہیں اسکی ریلیز! آپ کو آپ آگے اس میں جائیں گے فرنچر، کارپٹ اور ساؤنڈ سسٹم، پلس جو کمپیوٹر ائر ڈی اس سسٹم شروع ہو گا جیسا کہ KP اسمبلی میں ہوا ہے اس میں بہت ساری چیزوں سیکریٹی بھی رہ جائیں گی آپ کی اور کاغذات کی بچت بھی ہو گی۔ یہ بہت ساری چیزوں آئیں ہیں جو cover ہو جائیں گی۔ تو میں یہ خوشخبری بھی آپ کو دے رہا ہوں کہ بہت جلد اس کا فنڈر ریلیز کر رہے ہیں۔ اور آپ جائیں اس میں کنٹریکٹ میں جائیں اس پر اجیکٹ کو آگے بڑھائیں۔ تو میرا خیال ہے اس میں میں نے یقین دہانی کر ادی قرارداد بے معنی ہو جاتی ہے۔ فاضل دوست آئیں میرے پاس، میرے قائد کے پاس، ہم ان کو مطمئن کریں گے قرارداد لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اگر لے آئیں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو ہم انشاء اللہ اس کو بہت جلد عملی جامعہ پہنارہ ہے ہیں۔ ہم اس کیلئے پیسہ مختص کر کے آپ کے سیکرٹریٹ کو پیسہ آجائیگا اسکی ریلیز! آپ جتنی جلد ہو اس کا فرنچر، ساؤنڈ سسٹم اور ای اسمبلی میں چلے جائیں کرو گے جو کمپیوٹر لگا ہوتا ہے اس پر فیس بک اور گا نے اور میوزک نہیں سنیں۔

Thank you very much.

جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر صاحب! جس طرح کہ انہوں نے اسمبلی کی کارروائی یا دوسرے کہاں فائلنگ کی طرف یا سیکرٹریٹ کو جو ہوا ہے، آئین میں اپنے قائد سے ایک اور بھی سفارش کریں کہ ہمارے تحصیل میں خاص کر پڑواریوں کا سلسلہ ہے اس میں بہت راد و بدل ہوتا ہے اگر ان کا بھی ریکارڈ ہے یا ای فائلنگ کی طرف جائیں تو شکریہ۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو ہمارے معزز دوست نے پیش کی ہے، یہ گورنمنٹ سے کم اور آپ سے زیاد related ہے۔ کیونکہ یہ اسمبلی کے domain میں آتا ہے۔ دنیا میں جو ماذر ان حکومتیں ہیں، ماذر ان اسمبلیاں ہیں، وہ سارٹ ای اسمبلی، ای گورننس ان کی طرف گئے ہیں۔ تو ہماری حکومت کی کوشش یہی ہے کہ ہم ایک سارٹ گورنمنٹ کی طرف ایک قدم بڑھائیں۔ اپنے مکملوں کو بھی کمپیوٹرائزڈ کریں۔ جس طرح پی اینڈ ڈی ہے فناں ہے اور اسی طرح ریونیو ہے، ایکسا نہ ہے۔ تو جناب اسپیکر! اس میں تو کوئی دورانے نہیں ہیں۔ آپ براہ مہربانی اس پر initiative لیں ہم گورنمنٹ آپ کے ساتھ ہیں لیکن ایک خیال ضرور رکھیں کہ کوئی معیار ہے کوئی معیار اس کو رکھیں ایسا نہ ہو کہ جو عوامی پیسے ہیں بہت خرچ ہو جائیں اور ہم اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے جتنے بھی اسمبلی کے ممبران ہیں ان کیلئے یہاں کمپیوٹر سسٹم ہو، ان کو ماذر ان چیزیں یہاں ملیں، ہر چیز پر اگر وہ بات کرنا چاہے تو یہاں بیٹھ کے گوگل کریں اور وہ چیز یہاں ان کو اپنی ٹیبل کے سامنے مل جائے۔ تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اور آپ سے گزارش بھی کریں گے کہ آپ براہ مہربانی اسمبلی کے اسپیکر کے طور پر اس پر آپ initiative لیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ منظر صاحب! مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کو عوام کے پیسوں کا اتنا خیال ہے۔

انشاء اللہ سب کچھ صحیح طریقے سے ہو گا۔ جی میڈم بشری رند صاحبہ۔

محترمہ بشری رند: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کہ خواتین کو ٹانگ دیا۔ آج کچھ گلے ہیں جو میں سب سے کراں ہمارے ذرا و من چیز بر کی حالت دیکھیں کہ تلقی دشواریاں ہیں اس میں کوئی بھی سہولیات موجود نہیں ہیں جس میں اپوزیشن کی خواتین بھی بیٹھتی ہیں اور ہم بھی بیٹھتے ہیں۔ تو یہ اس سے تو بہت اچھی حالت میں جس کیلئے آپ کو فسوس ہو رہا ہے۔ ایک نظر وہاں بھی ڈالیں کہ ہم لوگ کہاں جا کے بیٹھتے ہیں۔ پلیز اس کے جو واش روم ہے اور ان کی کنٹلیشن بہت خراب ہے، ہم بہت مجبوری کی حالت میں نماز پڑھنے کیلئے جائے نماز تک وہاں صحیح حالت میں نہیں ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے ایک چیز جو مجھے بڑے عرصے سے میرے دل میں تھی کہ میں اس

فلور پر ضرور بولوں گی کہ یہ چیز پورے پاکستان میں سب کے ذہنوں میں ہوتی ہے کہ جو خواتین ہیں یہ خیراتی سیٹوں پر آتی ہیں۔ یہ جملہ بہت تکلیف دہ ہے جو ہم لوگوں کو بہت تکلیف دیتا ہے۔ اگر دیکھا جائے ہمارے بغیر آئین کے مطابق آپ لوگ نہیں آسکتے مرد حضرات تو ہماری ایک بہت بڑی importance ہے۔ جس چیز کو آپ لوگوں کو ایک بہت positive طرح سے لینا چاہیے۔ میرے لحاظ سے سینٹ کے جو جتنے بھی لوگ select ہو کر آتے ہیں تو وہ کس طرح آتے ہیں؟ وہ بھی ہمارے ووٹ پر آتے ہیں وہ تو ایکشن لڑ کے نہیں آتے تو ہمارے اور ان کی برابری میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہمارا ووٹ بھی وہی ہے تو atleast اس چیز کو آپ لوگ importance دیں۔ اور ہم خواتین کو بحیثیت، ویسے تو بلوچستان میں جو respect خواتین کو ہے وہ پاکستان میں کہیں نہیں ہے۔ اس چیز کو میں مانتی ہوں لیکن اس چیز کو آپ لوگ kindly ہم خواتین کو اگر آپ promote نہیں کریں گے، تو ہم کس کے پاس جائیں؟ Thank you so much!

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میدم۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: تھوڑا سا اس چیز پر کہ واقعی میدم بشری کی بات سے میں agree کرتی ہوں کہ اسمبلی میں calculated time دیا جاتا ہے اور کافی عرصے سے جب بھی ہم بات کرنا چاہتے ہیں یعنی کیونکہ خواتین ہوتی ہیں وہ بول نہیں سکتیں۔ میرے کچھ سوالات ہیں جو pending میں ہیں جن کے جوابات مجھے نہ ملے تین ماہ سے تو ہمیشہ یہی سوچتی ہوں کہ آیا وہ تین ماہ کی صرف ایک کل دن سینٹر سے ہسپتال سے۔۔۔۔۔

(اذان- خاموشی)

readvertise جی۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: یہ کل دن سینٹر کے میں نے تین سوالات جمع کئے تھے۔ اور وہ بھی اسی بلوچستان کے نوجوانوں کی نوکریوں کے حوالے سے تھے جیسے ہم آج بات کر رہے ہیں کہ age-relaxation کہ وہاں جو بارہ بارہ سال گزار چکے ہیں ان سب کو فارغ کر رہے ہیں دوبارہ ان کی jobs کی re-advertise کیا جا رہا ہے ڈویژنل انہوں نے جو اپنا یعنی جو کنٹریکٹ اسٹاف ہے اس کو فارغ کر رہے ہیں تین سوالات تھے میرے جن کے جوابات آج تک نہیں آئے۔ last time بھی میں نے دیکھا مجھے جوابات یہاں موصول نہیں ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے سوالات کو importance نہیں دی جا رہی ہے۔ کیا حضرات کے جوابات فوری طور آ جاتے ہیں۔ تو میرا خیال ہے پھر اس ایوان میں ہم کس چیز پر بات کریں۔ ہم اپنے نوجوانوں کی بھی آواز ہیں بچوں کی بھی آواز ہیں ہم بڑھوں کی بھی آواز ہیں۔ تو اگر ہمارے

سوالات کو واقعی میں اہمیت نہیں دی جاتی تو اسی لئے میں نے بھی آج خاموشی اختیار کر لی کہ ہم پھر کس چیز پر آواز اٹھائیں؟ تو ہم جو House میں بیٹھے ہیں We are equal ہمیں بھی اسی طرح یعنی rights دیے جائیں اور equality کا وہ کیا جائے جیسے باقیوں کیسا تھک کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ میدم۔ آپ لوگوں کو پورا حق ہے۔ میں ایوان کی آگاہی کیلئے بتانا چاہتا ہوں کہ آریکل 108 میں واضح ہے کہ مخصوص نشتوں پر منتخب خواتین یا افیتی جوارکان ہیں، یہ سب برابر ہیں۔ ان میں سے کوئی زیادہ اور کم نہیں ہے۔ آپ لوگ بالکل بات اٹھا سکتی ہیں اور خواتین تو بات نہیں کرنا چاہتی ہیں آج اس حوالے سے۔

وزیر حکوم سائنس و افاریشنس ٹیکنالوجی اور پاپولیشن و لیفیر: اسپیکر صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ میری colleague نے کہا کہ خیراتی۔ یہ لفظ ہی غلط ہے کبھی بھی ہم اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے کہ اپیشل سیٹوں پر آنے والوں کو ہم کہیں کہ جی یہ خیراتی آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہمیں عام پبلک ٹھپسہ لگا کے، مہر لگا کے منتخب کرتے ہیں۔ اس کا تقدس اتنا ہی ہے جتنا کہ بلکہ ہم سے زیادہ ہے کہ 65 اراکین بیٹھے ہیں، یہاں اور یہ لوگ جو عوام کے منتخب ہوتے ہیں وہ لوگ اپیشل سیٹوں پر ووٹ کرتے ہیں۔ ان سے یہ منتخب ہوتے ہیں جیسے قومی اسمبلی اور سینٹ ایوان بالا کھلاتی ہیں۔ میرے نظریے میں میری پارٹی کے نظریے میں، میرے قائد کے نظریے میں، ہم سے زیادہ ان کی پاور ہے۔ ہم سے زیادہ ان کا احترام ہے کہ ان کو منتخب نمائندے جیسے ایوب خان کے دور میں ڈی سٹم ہوتا تھا کہ جرگہ مبروٹ کرتے تھے اور قومی اور صوبائی اسمبلی ہوتی تھیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ ہم سے زیادہ ان کا احترام پھر بلوچستان کی روایت کے مطابق ایک مسلمان کی روایات کے مطابق جتنا خواتین کا احترام ہے جتنا ان کا مقام ہے۔ دیکھیں! اس میں تو دوسری رائے ہے نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کہ دنیا میں جو بھی آتا ہے جنت کیلئے جتنی محنت کر سکتا ہے کہ مجھے اگلے جہاں میں جنت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی جنت کو جس کے لئے نبی ﷺ جس کے لئے عام لوگ جس کے لئے ہر مسلمان کہتا ہے کہ میری قبر کشادہ ہو گی مجھے جنت ملے گی۔ اس کو اتنی وقعت کر دیا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت کر دی ہے اس نے جہاں جوتی پہنی جاتی ہے اس نے اس کو جنت کا درجہ دیا تو ہم اس بارے میں سوچ ہی نہیں سکتے میں اپنے colleague کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہم سے زیادہ قابل قدر ہے قبل احترام ہے کہ ان کو منتخب نمائندے ہی منتخب کرتے ہیں تو خیراتی کا لفظ بھی کسی نے نہ کہا ہے کہ انشاء اللہ ہو گا، جی جی، نہیں نہیں۔

محترمہ بشری رند: اب اس فلور پر یہ سارے differences کو ختم کر دیں عورتوں کے اور مردوں کے۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن میکنالوچری اور پاپولیشن ولیفیسر: انشاء اللہ یہی خواتین ہیں یہی اقلیت ہے۔ یہ ایوان بالا کو ووٹ کرتے ہیں جو سب سے بڑا ایوان کہلاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہم سے زیادہ درجہ ان کا ہے۔ اب آتے ہیں کہ میرے دوست ملک صاحب نے کہا کہ تحریک لیوں پر لوگ کہتے ہیں کہ اقتدار، تو اقتدار کانٹوں کا تھے ہے جناب اسپیکر صاحب! ہماری حکومت کوتین ماہ ہوئے اور جس حال میں ہم آئے ہیں آپ یقین کریں اسپیکر صاحب! جس طرف ہم آنکھا اٹھاتے ہیں مسائل ہی مسائل ہیں۔ پھر میرا دوست ناراض ہو گا کہ خالی نظرے تھے خالی زبانی جمع خرچ تھا۔ وہ کوئی آدمی جا رہا تھا جناب اسپیکر! کسی اور شہر۔ تو ایک شخص اٹھا اس نے اس زمانے میں ٹکرہ ہوتا تھا مطلب جیسے آج کا سور و پیہ یا ہزار روپے کا نوٹ ہے وہ ٹکرہ ہوتا تھا اس نے کہا یہ ٹکرہ لو میرے لئے موٹ لے آنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ میرے جیسا کھڑا تھا اس نے کہا کہ جی میرے لئے دو گلوموٹ لے آنا۔ اس نے کہ تابعیدار۔ جب وہ واپس آیا تو جس نے وہ ٹکرہ دیا تھا اس کو تو میرے جیسے جو میں نے کہا جی میں نے آپ کو بولا تھا اس نے کہا مطلب با توں کی بتیں ٹکرہ کے موٹ آگئے اُس کو۔ تو ہم عمل کر رہے ہیں ہم کوئی غلط commitment نہیں کر رہے ہیں، ہم غلط نظر، ہم نے جو نعرہ لگایا انشاء اللہ ان تینوں مہینوں میں اس کے نتیجے آ رہے ہیں۔ تو میرے فضل دوست نے کہا کہ تحریک کو۔ دو دن پہلے ہمارے دوست کو یونیورسٹی میں ہم اس کو پنجاب بھیج رہے ہیں۔ پونکہ پنجاب کا پتواری سسٹم سارا کمپیوٹرائزڈ ہو گیا ہے۔ آج کل موسم بھی پنجاب کا اچھا ہے اس کو ہم بھیج رہے ہیں۔ وہاں جا کے یہ ایک ہفتہ رہیگا سٹڈی کر کے آئیگا اور انشاء اللہ یہ چیز بھی ہماری حکومت کو یہ کریڈٹ جائیگا کہ انشاء اللہ اگر اللہ نے چاہا تو یہ بھی ہم آپ کو کمپیوٹرائزڈ۔ یہ جو بڑے بڑے لو ہے کے پائپ ہوتے ہیں، اُسکو کھول لیتا ہے بٹواری پھر ایک چھوٹا سا وہ پیکانہ ہوتا ہے اس سے ناپ توں کرتا ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: سردار صاحب! point پر آ جائیں۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن میکنالوچری اور پاپولیشن ولیفیسر: اسی پربات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: point سے ہٹ کر آپ بات کر رہے ہیں، مختصر کر دیں، اس قرارداد پر آتے ہیں۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن میکنالوچری اور پاپولیشن ولیفیسر: اسی کا میں حوالہ دے رہا ہوں جناب۔ وہ جریب کھینچتا تھا پھر اس کی زمین ادھر چلی گئی اس کی اُدھر پھر پٹواری کو پیسے دو تو وہ دو قدم بڑھا کے میری زمین قبضہ کر لیتا تھا اس قبضہ گیر گروپ پر ہماری حکومت میں، وہ فند مختص ہے اور اس پر تیزی سے کام جاری ہے۔ اور یہ انشاء اللہ یہ خوشخبری بھی آپ کو بہت جلد چھ، آٹھ ماہ، ایک سال میں ہم آپ کو دینے کے یہ بھی کمپیوٹرائزڈ ہو گیا مانگو آج جو مانگتے ہو۔ السلام علیکم۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب! مختصر کر دیں آتا کہ کارروائی ختم ہو۔

ملک نصیر احمد شاہواني: یہ تمام منظر یز کے منظر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، سردار صاحب ہمارے لئے قبل احترام ہیں۔ تین ماہ میں سب کا جواب دے رہا ہے اور سب کو تسلی دے رہا ہے وہ کندھار والا نانی کا چم ہمارے ساتھ نہیں کریں جیسے انہوں نے سب کے سروں پر پانی تو لگایا تھا بعد میں باری کسی کا نہیں آیا۔ اس لئے اچھی سی تسلی منظر بیٹھا ہوا ہے اگر اس کی طرف سے بھی ہو جائے تو۔ (قہقہہ، قہقہہ)

میر سعید احمد کھوسہ (وزیر مکملہ مال): ایک بات تو اس میں آپ لوگ دس با تیس mix کر لیتے ہیں۔ تو اس لئے ہم نے سردار صاحب کو آگے کیا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بالکل کمپیوٹرائزڈ ہو گا۔ بلکہ میرے خیال میں کوئی کچھ ایریا کمپیوٹرائزڈ ہو بھی چکا ہے جو پچھلے ادوار میں یہ سلسلہ شروع ہوا تھا جیسے سردار صاحب نے بتایا کہ پی ایس ڈی پی اسکیم میں بھی یہ شامل ہے۔ تو اس کو ناں کہ کوئی بلکہ جتنے بھی بلوچستان کے ہر ضلع ہر تحصیل تک اس کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، جی شام لال صاحب۔

ملکھی شام لال: مجھے بہت افسوس ہے کہ اس دفعہ اقلیت برادری کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے، جام صاحب کی بہت بڑی مہربانی کے پیش لاکھ روپے انہوں نے ان غریبوں اور اپاٹج کے لئے مخصوص کئے مگر آج تک ان لوگوں میں تقسیم نہیں ہوئے۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے کئے گئے تھے ظاہر ہے آگے چل کے ہو جائیں گے کوئی پتہ نہیں مجھے۔ مگر جس مقصد کے لئے گئے تھے کہ کرسمس ہے ان کا ایک تھواڑہ مظلوم لوگ ہیں غریب ہیں اپاٹج ہیں مگر وہ ان میں تقسیم نہیں ہو سکے۔ تو مہربانی کر کے جام صاحب سے بھی میرے اس ایوان کے توسط سے request ہے کہ مہربانی کر کے اس پر توجہ دیں۔ دوسرا ہندو برادری ہماری ہے دیوالی کا جو نیشن ہے اس کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ تو اقلیت، اقلیت، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اقلیت کے لئے کیا ہے نام کے تو ہم لوگ آ جاتے ہیں مگر ہے کچھ بھی نہیں، ہم لوگوں کے لئے آگے اللہ کرے کہ ہم امید رکھتے ہیں تو۔ جی شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ، جناب نائیس جانسن صاحب۔

جناب نائیس جانسون: جناب اسپیکر صاحب! میں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں آپ کے توسط سے کہ انہوں نے جو فنڈز، میں نے گزارش کی تھی انہوں نے منظور کیا۔ لیکن حکومتی بیخ کی طرف سے مجھے ان کے ایک اقلیتی ممبر نے کہا کہ یہ ہندو کمیونٹی کو بھی دیا جائے ہمارے کرپچن و وڈر زکو۔ یہ وڈر زک کے لئے یہ پارٹیوں کے لئے نہیں ہے فنڈ مختص ہوا یہ تمام بلا امتیاز وہ applications مانگی اور وہ فنڈ ریلیز ہو چکا ہے لیکن ابھی تک

ڈی سی صاحب ہمیں دے نہیں رہے۔ آج بہت کچھ دیا جا رہا ہے سردار صاحب کی طرف سے۔ میں چاہتا ہوں کہ پانچ پرسنٹ کوٹا قلیتیں زیادہ ہیں۔ اقلیتوں کی تعداد پانچ پرسنٹ نہیں ہے وہ پانچ پرسنٹ کوٹہ ہے اس کو دس پرسنٹ کیا جائے اور ہماری آبادی کے حساب سے ہر اقلیت کو اسی طریقے سے دیا جائے، ٹھیک ہے، شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: Order in the House آیا مشترکہ قرارداد نمبر 22 کو منظور کی جائے؟۔ قرارداد منتظر ہوئی۔

ملک سکندر خان ایلووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! میں ٹریشری پیپرز کا شکریہ ادا کرتا ہوں، قرارداد پر جس ثبت انداز میں انہوں اپنے خیالات کا اٹھا رکیا، میر Leader of the House اور تمام ٹریشری پیپرز کے ممبران کا مشکور ہوں۔ چونکہ آج جیسے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ آج ماگو جو کچھ بھی ہے ملے گا۔ تو میں ایک گزارش کروں گا کہ یہاں بلوچستان کمیونٹی اسکولز کے اساتذہ کا ایک مسئلہ ہے، 2007ء میں appoint ہوئے ہیں اور 786 کے قریب لوگ ہیں اب تک وہ کنٹرکٹ پر ہیں، بلوچستان گورنمنٹ ان کو تنوادہ دے رہی ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ اگر ان کو ریگولارائز کیا جائے تو بہت مہربانی ہوگی۔ ایک دوسرا کیس آپ حضرات کے سامنے ہے یہاں بلوچستان کمیونٹی اسکولز ایک چلا ہے 2007ء سے، اب تک وہ چل رہا ہے۔ کئی دفعہ سریاں بنی ہیں۔ نہیں بلی ایف والا دوسرا ہے یہ بلوچستان کمیونٹی اسکولز کا ہے یہ پورے ابھی خیر پختو خوا میں سب کو regularize فیڈرل گورنمنٹ میں بارہ ہزار لوگ تھے کمیونٹی اسکولز کے اساتذہ ان کو ریگولارائز کیا۔ اس گورنمنٹ کے سامنے بھی میں نے درخواست دی ہے۔ اس سے پہلے سرمی بھی بنی تھی ان کو regularize کرنے کے لئے۔ تو اس وقت یہ pending ہے یہ میں سی ایم صاحب اور ایجوکیشن کے جو ہمارے talented منظر صاحب ہیں اور فناں منظر صاحب میں گزارش کروں گا کہ یہ اساتذہ جو اتنے عرصے سے contract پر ہیں ان کو regularizde کریں۔ ایک دوسرا ہے جناب Balochistan Water Filtration Plant Operators کی یہ لوگ بھی کافی عرصے سے ان کی appointments بھی 2007ء میں ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو تو ریگولارائز کیا ہے، جواب تک contract پر چل رہے ہیں 656 لوگ ہیں۔ اب وہ نہ کسی اور جگہ adjust ہو سکتے ہیں نہ کسی اور جگہ ان کو نوکری مل سکتی ہے نہ کسی اور جگہ ان کی بات مانی جاسکتی ہے۔ تو یہ اپنے بچوں کی کفالت اتنے عرصے سے contract پر ہیں میری گزارش ہوگی کہ ان دو محکموں کے جو contract پر ملازمین ہیں، ان regularize کریں، بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شنکریہ ملک صاحب، جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر حکومتہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اسپیکر! جس طرح ملک صاحب نے ایجوکیشن کے حوالے سے اس ایوان کی توجہ دلائی۔ ایجوکیشن ہمارا most-priority sector ہے اور اس کے ساتھ health بھی ہے اور جب سے ہمیں حکومت ملی ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ بلوچستان میں اس سیکٹر کو کس طرح ہم بہتر بنائیں۔ اس میں جو خامیاں رہی ہیں اور ہیں ان کو کس طرح ہم دور کریں۔ اس حوالے سے ہم نے بہت سے initiative لیئے ہیں اور بہت سے ایسے پروگرامز ہیں جو ہمارا رادہ یہ ہے کہ ہم اس پی ایس ڈی پی میں لے آئیں۔ اس میں shelterless schools ہیں کوئی اٹھارہ سو کے قریب ہم نے تقریباً کوئی ساڑھے چھارب روپے کی ایک اسکیم ڈالی ہوئی ہے کہ جتنے بھی یہاں اسکولز ہیں، ان کے لئے ہم بلڈنگ بنا سکیں۔ اسی طرح ایک اور جو بلوچستان کاالمیہ رہا ہے کہ ایسے ایسے اسکول ہیں جن کو گھوست اسکولوں کا نام دیا جا رہا تھا۔ اس کے لئے ہم نے جو پرفارمنس مخفغ سیل بنایا ہے آرٹی اے سیل سسٹم introduce کیا ہے تاکہ وہ جہاں غیر حاضریاں ہیں ان کو جا کر ہم پکڑ لیں اور ان کو پابند کریں۔ اس حوالے سے کوئی تقریباً چودہ کروڑ کے قریب salaries مختلف اسکولوں کے ڈائریکٹ ہوئی ہیں جو ٹیچر حضرات وہاں ڈیوٹی نہیں دے رہے تھے یا نہیں پہنچ سکتے تھے اسی طرح ایجوکیشن کی بہتری کے لئے کینٹ نے دواہم بل منظور کیئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایجوکیشن پر امری سپورٹ پروگرام جس میں ہماری کوشش یہ ہے کہ پی پی ایچ آئی کی طرح ایک کمپنی بنادیں جس کی تقریباً کوئی اٹھارہ سو کے قریب اسکول وہ کمپنی اُس کو فعال کر لیں اور ان کی management کو جو ہم ایک گورنمنٹ کی کمپنی کے ذریعے out-source کریں تاکہ اسکولوں کی جو وہاں کو والٹی کو بھی improve کیا جاسکے۔ جس بات پر ملک صاحب نے توجہ دلائی ہے، تو انشاء اللہ و تعالیٰ ہم لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ ایجوکیشن سیکٹر میں جو بھی بہتری ہوگی ہم وہ ضرور کریں گے۔ بیشک ہماری پی ایس ڈی پی کے جتنے بھی فنڈز ہیں، وہ لگ جائیں لیکن ہم اس سے بالکل غال نہیں ہیں اور مسئلے کو میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گا اور ہمارے سیکنڈری ایجوکیشن کے مشتر صاحب بیٹھیں گے۔ اور انشاء اللہ و تعالیٰ جو آپ کی تجاویز ہوں گی اس حوالے سے ایجوکیشن کی بہتری کے لئے ہم ان کو لینے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ہم ہر اس سیکٹر کو باقی صوبوں سے بہتر بنادیں۔ تو یہ ہماری گورنمنٹ کی priority انشاء اللہ و تعالیٰ آپ تسلی رکھیں۔ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور انشاء اللہ و تعالیٰ چیزیں بہتر ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شنکریہ، میں آج بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اپوزیشن پیپر اور گورنمنٹ پیپر

نے ملک اس آج کی کارروائی کو بہت احسن طریقے سے نمٹایا۔ اور امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی انشاء اللہ اسی طرح چلتی رہیگی۔ اور میڈم! میں کل انشاء اللہ اپنے شاف کے ساتھ ہی visit کروں گا۔ آپ لوگوں کے چیمبر کا جو بھی ہو گا انشاء اللہ urgent-basis میں ہم لوگ کر دینگے۔ اگر آپ لوگوں کی کچھ ایسی تباویز ہیں آپ مل بیٹھ کر پھر وہ بھی مجھے بھجواد بینا تاکہ میں پھر حل کر دوں۔

جناب ملکھی شام لال: ایم پی اے ہائل میں پانی نہیں ہے کہ کوئی نہایتے۔ آپ تھوڑی مہربانی کر کے اس کا وزٹ کر لیں، مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ٹیوب ویل پر کام ہو رہا ہے ناں! اُس کا تو میرے خیال سے ڈپٹی اسپیکر ہے اس کو میں کر دوں گا۔

جناب احمد نواز بلوج: ہمارے ایم پی اے ہائل میں کوئی وزیریز کا ویٹنگ روم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس کا ٹینڈر رہا ہے اس کے حالات انشاء اللہ بہت جلد ہی ہم لوگ اس قابل بنا دیں گے کہ آپ ایم پی اے صاحبان اس میں بیٹھیں گے بھی اور آپ لوگوں سے بھی پھر یہ گزارش ہے کہ آپ لوگوں نے پھر جو نہیں کہنا کہ اپوزیشن سے بھی پھر یہ گزارش ہے کہ پھر، جی۔

ملک نصیر احمد شاہواني: وہاں ایم پی اے ہائل میں جب سے یہ اسمبلی بنی ہے، ایم پی اے ہائل بنائی ہے، اسی میں اُس وقت کے قالین تو ابھی کچھ کمروں میں پڑے ہیں کچھ نکالے ہیں۔ اُنکے جتنے بھی فرنچر ہیں وہ اُسی دور کے ہیں اس کو کبھی چیخ نہیں کیا گیا اور گزشتہ کتنے سالوں سے میرے خیال میں اُس کو دائٹ واش اور بہت ساری چیزوں اس کی پیں اگروہ کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اس کا بھی بہت جلد انشاء اللہ ٹینڈر رہ جائیگا انشاء اللہ سب کچھ بہتر ہو گا۔

وزیرِ حکومہ سائنس و انفارمیشن میکنالو جی اور پاپولیشن ولیفیر: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذولہ کرنا چاہتا ہوں چونکہ اس وقت آپ All-in-All ہیں۔ اسپیکر بھی آپ ہیں ڈپٹی اسپیکر بھی آپ ہیں، سب کچھ آپ ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: خود اسپیکر کہاں ہیں۔

وزیرِ حکومہ سائنس و انفارمیشن میکنالو جی اور پاپولیشن ولیفیر: وہ بیمار ہیں ابھی اس وقت تو 20 دن کے لیے گورنر ہے۔ لیکن یچارہ بیمار ہیں ایک تو جیسے میرے colleague نے کہا کہ ان میں WiFi وغیرہ کی کوئی سہولت ہی نہیں ہے خواتین کی ناں۔ یہ immediately جو آپ تعاون کر سکتے ہیں وہ کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: انشاء اللہ۔

وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن شیکنا لو جی اور پاپ لیشن و لیفیر: دوسرا ایم پی اے ہائل اور لا جز جو بنے ہیں آپ کے ایم پی اے ہائل میں یہ پوزیشن ہے کہ میں آپ کو کرہ نمبر بتا سکتا ہوں کہ 10 سالوں سے، 12 سالوں سے، 15 سال ہو گئے ہیں ایک شخص ہے، جو انکے نزدیک بھی یہ پارلیمانی سلسلہ نہیں گیا ہے وہ رہا ہے وہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ ایوان ہے میں معزز ایوان کا وہ نہیں کرنا چاہتا۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ حکم کریں جو ٹھیکدار ہے، لا جز بن رہے ہیں جو پارلیمانی لا جز ہیں، اچھے ہیں، خوبصورت ہیں اور یہ ایم پی اے ہائل پر بوجھ بھی کم پڑ جائیگا یہ immediately ہیں کوئی final ہیں کوئی payment ہے یا یہ ہے آپ جو ہمارا سی اینڈ ڈبلیو کا منستر ہے اس کو بلا لیں اپنے چیزیں، final کر کے ان کو اسی مطلب جنوری کی mid تک یہ allot کر دیں۔ ایک بات۔ دوسرا یہ جو ایم پی اے ہائل کا مسئلہ ہے اس وقت پانی کی ایک بوند نہیں ہے وہ آپ نے کہا کہ ٹیوب ویل کا وہ سلسلہ ہے۔ تو اس میں آپ قانون سازی کرتے ہیں یا آپ کا ایک وعہ order of the day ٹکتا ہے۔ اس میں کہ جو بھی ایم پی اے ہیں چلو وہ تور ہیں۔ اس کے مہمان 10 دن سے زیادہ نہ ٹھہر سکیں occupy سالہا سال چاپی ان کی جیب میں ہپنندہ پنجاب میں پھر رہا ہے کرہ اس کا چل رہا ہے یا تو یہ سیٹم بنائیں کہ آج اگر اڑھائی سورو پے ہیں پانچ دن کے بعد پانچ سو ہو جائے وہ دن کے بعد 1500 ہو جائے اور 20 دن کے بعد اس طریقے سے rapid multiply کرتا جائے تاکہ وہ خود بھاگ جائے تو ہماری تمام دوستوں کی طرف سے آپ سے گزارش کر رہا ہوں یہ issue ہیں یہ redressal immediately ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ سردار صاحب! یہ انشاء اللہ ہو جائیگا جلد rent میرے خیال سے 100 روپیہ ہے اس کو اور کتنا کم کیا جائے؟ نہیں ان کا انشاء اللہ زیادہ نہیں ہو گا مناسب رکھیں گے۔ جی میڈم لیلی! آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ لیلی بی بی ترین: شکریہ جناب! اسم اللہ الرحمٰن الرحيم۔ جناب اسپیکر! میرے ڈسٹرکٹ ہرنائی، اپنے علاقے کے حوالے سے کچھ مختصر بات کرنا چاہتی ہوں۔ جناب اسپیکر! میرے ڈسٹرکٹ ہرنائی زرعی وسائل سے مالا مال ضلع ہے تاہم اس جدید دور میں بھی تمام بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔ جناب اسپیکر! ضلع ہرنائی سے سالانہ وفاتی اور صوبائی حکومت کو معد نیات کے ذریعے کروڑوں روپے ٹیکسٹر کی مدیں مل رہے ہیں۔ لیکن ضلع ہرنائی کے عوام اور تمام عوام حکومتی سہولیات سے محروم ہیں۔ ہرنائی کی یونین کوسل زرغون غرے سے نکلنے والی گیس

سے ضلع ہرنائی کے عوام محروم ہیں۔ جناب اسپیکر! ہرنائی گرڈ اسٹیشن میں لگے ٹرانسفارمرز اور لوڈ ہیں۔ گزشتہ ایک ماہ سے ضلع بھر میں بھلی کی آنکھ مچولی اور ٹرینگ کی وجہ سے بھلی کا سلسہ جاری ہے۔ جناب اسپیکر! چیف کیسکو کو بلا یا جائے اور ان سے پوچھا جائے اور اس مسئلے کو حل کروایا جائے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے میں نہ چاہتے ہوئے بھی یہ شعر کہنا چاہوں گی۔

اقبال تیری قوم کا اقبال کھو گیا۔

ماضی تو شہرا ہے مگر حال کھو گیا۔

شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ میدم! آپ نے اپنے علاقے کے متعلق بہت اچھی باتیں کہیں۔ جی چونکہ قائد حزب اختلاف کا انتخاب ہو گیا۔ جی شکریہ order in the house چونکہ قائد حزب اختلاف کا انتخاب عمل میں لایا گیا ہے۔ لہذا کمیٹیاں جلد از جلد تشکیل دی جائیں تاکہ یہ کارروائی آگے بڑھیں۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب اسپیکر! Leader of House سے آج شام کا request کی تھی توجہ وہ حکم کریں گے ہم تیار ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: چلیں چلیں، شکریہ۔

جام کمال خان عالیانی (قائد اپوان): جی Leader of the Opposition میں ہماری ملاقات ہوئی۔ اور بلکہ بہت پہلے سے ہم اس بات کی ایک آج casually-way request بھی کر رہے تھے لیکن الحمد للہ یہ جو سلسہ complete ہوا ہے، اس میں ہمیشہ سے ہماری گورنمنٹ نے یہی موقف رکھا ہے اور یہ نہیں کہ ہم اپوزیشن ہیں بلکہ کسی بھی اسمبلی میں جب تک اُس کی کمیٹیاں فعال نہیں ہوتیں، تو ہاؤس کی کارروائی اپنے لحاظ سے بہتر انداز میں آگے چلتی ہے۔ تو میں انشاء اللہ Leader of the Opposition کیا تحمل کر ایک طریقہ کار انشاء اللہ ہم اس پر پیشرفت کریں گے اور کوشش کریں گے کہ بڑے احسن انداز میں اس پورے مرحلے کو بھی complete کریں تاکہ اصل طریقہ کار سے یہ کمیٹیاں کام start کریں۔ تھوڑا focus کام پر ہو جائے، تھوڑا ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ انکے interaction ہوں، کچھ چیزوں پر اپوزیشن میں۔ کیونکہ اسمبلی کے اندر بیٹھ کے بات کرنے کا ایک اپنائیک جہوری طریقہ کار ہے۔ لیکن جب committees کے اندر معاملات جاتے ہیں تو بڑا focus mechanism میں کام ہوا ہے۔ جہاں ڈیپارٹمنٹ بیٹھے ہوتے ہیں، افسران بھی ہوتے ہیں باقاعدہ

آتی ہیں، سب کچھ ہوتے ہیں۔ ہم ہمیشہ اس کے حق میں اپنیکر صاحب! رہے ہیں کہ ان reports چیزوں کو جلد سے جلد فعال ہونا چاہیے۔ اور کچھ چیزوں کا ذکر ہوا۔ چونکہ اب موقع ملا ہے، تو میں یقینی طور پر۔ ہماری میڈیم انہوں نے ذکر کیا خواتین کا اور میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کا role positive ہے اس آنے والی اسمبلی میں بھی ہونا چاہیے۔ سیاست میں بھی ہونی چاہیے۔ ہماری committees ہیں، اُس میں بھی ہوں۔ ان کو بولنا چاہیے definitely کیونکہ ان کی نمائندگی یہاں ایک women representation ہے اُس حوالے سے جس طرح ہمارے ایک دوست نے بڑی اچھی بات کی۔ کہتا ہے عموماً خواتین زیادہ بات کرتی ہیں۔ لیکن اسمبلیوں میں مرد زیادہ بات کرتے ہیں۔ تو آپ وہ role پر ادا کریں۔ (ڈیک بجائے گئے) اور میرا خیال ہے آپ لوگ یہاں بھی بات کریں۔ بلکہ میں آپ کو کہ اس فورم کے حوالے سے میں جناب ڈپٹی اپنیکر صاحب سے بھی request کروں گا کہ آپ زیادہ سے زیادہ ان کو ظانم دیں۔ یہ اپنے خیالات کا، اپنے issues کا، خواتین کا، بلوچستان سے جو تعلق رکھنے والی ہیں، ان کے مسائل، ان کے حقوق اور انکے حوالے سے جو بھی چیزیں ہیں، وہ ان کے بارے میں زیادہ بات کر سکیں۔ تو ہماری طرف سے definitely yes assurity ہے۔ اس ہاؤس کو اچھا ہونا چاہیے۔ اس ہاؤس سے منسلک جو بھی چیزیں ہیں انکو اچھے level پر ہونا چاہیے۔ کیونکہ جتنی facilitation standing members کی ہوگی تو یہ عوامی مسائل اور اسی طرح قرارداد ہوں یا committees کی اور members کی ہوں یا دوسری چیزیں ہوں یا bills ہوں، ان کو ایک اچھے انداز میں، ترتیب میں آگے لے جاسکتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بھی request کروں گا کہ سیکرٹریٹ کی rehabilitation اور ان کو بھی آپ بہتر طریقے میں assist کرنے کے لیے، ان کو بھی equipe کیا جائے۔ بہت ساری ایسی ضروریات ہیں جو یقینی طور پر جن کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پی ایس ڈی پی میں اسکیم تھی جس کو ہم نے، یہ پہلے بھی آئی تھی لیکن cabinet approved ہے اس کو cabinet approved کیا ہوا ہے کہ مختلف کمیٹیوں سے اس کے blocks بنانے کا بھی۔ تو اگر آج کمیٹیاں فعل بھی ہو جائیں تو یہاں بڑے کم infrastructure کے کمرے ہیں، جہاں proper انداز میں بیٹھ کر کام کیا جاسکے یا کوئی meetings کی جاسکیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان اسمبلی جتنا فعال ہوگی، جتنا بہتر انداز میں اپنا کام کرے گی، جتنے اچھے ماحول میں۔ یقینی طور پر سیاسی عمل ہے۔ کبھی کبھی یہاں گرمی بھی پائی جاتی ہے۔ کبھی ایک بڑا خوشی کا ماحول بھی ہوتا ہے جو آج ہم جس حوالے سے دیکھ رہے ہیں۔ اور یہی ایک حسن جمہوریت کا ہے جہاں ہم

سب ایک دوسرے پر تقدیم بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کا احترام بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کی رائے کا احترام بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کی ترا ردا دوں میں ایک دوسرے کو support بھی کرتے ہیں۔ یہی حکومت ہے، یہی جمہوریت ہے اور اسی چیز کو بلوچستان میں ہمیشہ آگے رکھا ہے اور انشاء اللہ ہم اس پر اور بھی ہتری لا کیں گے۔ ایک حکومت کے لحاظ سے ہماری یقینی طور پر قائم کی ذمہ داریاں ہیں۔ ہمارے ایک سسٹم جنم نے اس صوبے کو چلانا ہے۔ اس کے نظام کو چلانا ہے۔ اس میں بہتری لانی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ہم نے ایک دیسا ماحول بھی بنانا ہے کہ اپوزیشن کم از کم یہ محسوس نہ کرے کہ جی شاید انکے ساتھ ایک عجیب قدم کا رویہ ہو۔ وسلتا ہے بہت ساری چیزوں میں کمی پیشی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک شروعات ہے انشاء اللہ یہ حکومت نہ ہی ایسے رادے رکھتی ہے۔ لیکن جمہوریت کا ایک طریقہ کار ہے ہم بھی ایک پارٹی ہیں ہماری coalition ہے۔ اپ بھی ایک پارٹی ہیں آپ کا بھی coalitions ہیں۔ تو انشاء اللہ ہم اگر ایک اچھے انداز میں سسٹم کو چلا کیں گے۔ working House کی committees کو چلا کیں گے۔ اس benefits کے لوگوں کو ملے گا اور آپ سب کو ملے گا۔ بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر: جناب قائم مقام اسپیکر:

شکریہ جام صاحب! پچھلے دور میں کمیٹیوں میں پانچ چیئر پرسن خواتین تھیں۔ اب بھی کمیٹیوں کو بناتے وقت خواتین کو زیادہ نمائندگی دی جائے تو بہتر ہے گا جام صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 29 دسمبر 2018ء بوقت سہ پہر 00:30 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 07:00 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی بلوچستان

گیارہویں اسمبلی --- پانچواں اجلاس

مباحثات 2018ء

27 دسمبر 2018ء

(بروز جمعرات ۱۹ اربيع الاول ۱۴۳۰ھجری)

(جلد ۵ --- شمارہ ۵)

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو
 ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- شمس الدین
 چیف رپورٹر----- مقبول احمد شاہواني
 ائیشنس سیکرٹری (قانون) ----- عبد الرحمن
 ریسرچ افسر----- میر باز خان کاٹر

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	۱
۲	وقفہ سوالات۔	۲
۱۸	توجه دلاؤ نوٹس۔	۳
۲۳	رخصت کی درخواستیں۔	۴
۵	تحریک التوانہر ۶ مجاہب ملک نصیر احمد شاہوی، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	۵
۶	قرارداد نمبر ۹ مجاہب ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ، قائد حزب اختلاف۔	۶
۷	قرارداد نمبر ۱۸ مجاہب حاجی محمد نواز کا کڑ، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	۷
۸	قرارداد نمبر ۲۱ مجاہب ملک نصیر احمد شاہوی، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	۸
۹	مشترکہ قرارداد نمبر ۲۲ مجاہب جناب نصر اللہ خان زیرے، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی۔	۹